

قَالَ تَزِيدُ وَأَنَا أَتَزِيدُ وَاللَّهُ يَتَزَادُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 وَمَنْ يَتَزَادْ يَكُنْ مِنَ الْمُفْلِحِينَ

مسائل

قَالَ تَزِيدُ وَأَنَا أَتَزِيدُ وَاللَّهُ يَتَزَادُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 وَمَنْ يَتَزَادْ يَكُنْ مِنَ الْمُفْلِحِينَ

عقائد

تأليف

پیر حافظ محمد سدرمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد نوشیہ 237 البرٹ روڈ آسٹن برمنگھم U-K

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	۱۲ مسائل و ۱۲ عقائد
مصنف	محقق اہل سنت حضرت علامہ پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری
اشاعت	بار اول
تعداد	۱۰۰۰
پروف، پرنٹ،	حافظ محمد خالد محمود شیخ محلہ منڈی بہاؤ الدین فون نمبر 508778
کپڑے، ڈیزائننگ	
مطبع	مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
قیمت	
ملنے کا پتہ	دارالعلوم ہلالیہ نقشبندیہ منٹلا کالونی ضلع جہلم

فہرست مضامین

۲ اصول و احکام کتاب
12 اولی اللہ
12 ایمان کے بغیر کوئی عمل صالح مقبول نہیں اور عمل صالح کے بغیر ایمان مقبول ہے
13 اصل ایمان معنی عقلی اللہ
15 کتاب کلمہ کا مہرب
 پہلا حصہ
17 اہل سنت والجماعت عقلی مذہب کے مطابق نماز کے متعلق ۱۲ مسائل صحیحہ
 مسئلہ نمبر ۱ نماز میں مردوں کیلئے کالوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے جبکہ کدھوں
18 خلاف سنت ہے
18 گواہ میں ۱۶ احادیث مبارکہ
21 عقلی لحاظ سے
21 اعتراضات و جوابات
22 کلام حاکم و حاکم ان کلام صادقین
 مسئلہ نمبر ۲ نماز میں مردوں کیلئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ سینے
24 پر مردوں کی مانند ہاتھ رکھنا خلاف سنت ہے
24 گواہ میں ۱۲ احادیث مبارکہ
26 عقلی لحاظ سے
27 اعتراضات و جوابات
28 کلام حاکم و حاکم ان کلام صادقین

مسئلہ نمبر ۳ نمازی نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل تسمیہ (بسم اللہ شریف)

آہستہ پڑھے، پاؤں بلند نہ پڑھے کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے 29

ثبوت میں 29 احادیث مبارکہ

عقلی تقاضہ 32

اعتراضات و جوابات 33

احادیث کثیرہ صحیحہ کے مقابلے میں شاذ حدیث ناقابل عمل ہے 34

چیلنج 34 حاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۴ 35 امام کے پیچھے مقتدی کا تلاوت قرآن کرنا سخت منع ہے

ثبوت میں 35 آیات بینات

ثبوت میں 36 احادیث مبارکہ

عقلی تقاضہ 40

اعتراضات و جوابات 40

لاقرآن خلف الامام کے ثبوت میں 42 اقوال صحابہ کرام

غیر مقلدین سے ہمارے سوالات 43

چیلنج 44 حاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۵ 44 ہر نمازی کیلئے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو نماز جہری ہو یا

سری ہو آمین آہستہ کہنا سنت ہے 45

ثبوت میں 45 احادیث مبارکہ

عقلی تقاضہ 49

اعتراضات و جوابات 50

چیلنج 51 حاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۶ 51 رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا مکروہ اور

خلاف سنت ہے 52

ثبوت میں 52 احادیث مبارکہ

عقلی تقاضہ 57

ان روایات میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ تمام روایات منسوخ ہیں 57

اعتراضات و جوابات 58

چیلنج 63 حاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۷ 63 اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے، اور اس کی

لحاظ لازم ہے 64

ثبوت میں 64 احادیث مبارکہ

خلاصہ کلام 66

چیلنج 66 حاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۸ 67 وتر کی تین رکعتیں ہیں

ثبوت میں 67 احادیث مبارکہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ 71

وتر کی ۳ رکعت ہونے ثبوت میں 74 احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ کے اقوال و روایات

خلاصہ کلام 77

عقلی تقاضہ 77

چیلنج 78 حاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۹ 78 وتر کی آخری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے دعائے قنوت ہمیشہ

یعنی سارا سال پڑھنا سنت ہے۔ جبکہ اسکے خلاف کرنا سخت برا ہے 79

ثبوت میں 79 احادیث مبارکہ

ثبوت میں 82 اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال احمد بن حنبل

خلاصہ کلام 83

چیلنج 83 حاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۱۰ وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں بالخصوص نماز فجر میں قنوت پڑھنا

سخت منع ہے 84

ثبوت میں ۱۲ احادیث مبارکہ 84

واقعہ بیر معونہ 88

امام طحاوی کی تحقیق 89

خلاصہ کلام 89

چیلنج ہاتوا برہا حکم ان کتتم صادقین 90

مسئلہ نمبر ۱۱ مرد کیلئے سنت یہ ہے کہ دونوں التحیات میں دایاں پاؤں کھڑا

کرے اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔ جبکہ عورت دونوں پاؤں دائیں جانب

نکال دے اور سرین زمین پر رکھے 91

ثبوت میں ۱۳ احادیث مبارکہ 91

فقہاء کرام کے نزدیک 94

خلاصہ کلام 96

چیلنج ہاتوا برہا حکم ان کتتم صادقین 96

مسئلہ نمبر ۱۲ نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ

پڑھنا منع ہے اور خلاف سنت ہے 97

ثبوت میں ۹ احادیث مبارکہ 97

خلاصہ کلام 104

چیلنج ہاتوا برہا حکم ان کتتم صادقین 104

دوسرا حصہ

105 وہابیوں، دیوبندیوں کی فقہ کے ۱۲ مسائل عجیبہ

مسئلہ نمبر ۱ پیشاب اور جماع کرتے وقت ذکر کرنے سے بندہ گنہگار نہیں ہوتا

۱۰۶ اور پیشاب، پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی جائز ہے

106 مسئلہ نمبر ۲ وہابیوں کے نزدیک ہر درندہ خواہ وہ خنزیر ہو کا جوٹھا پاک ہے

106 مسئلہ نمبر ۳ وہابیوں کے نزدیک کتے اور خنزیر کا چمڑا پاک ہے

106 مسئلہ نمبر ۴ وہابیہ کے نزدیک انسان کی مٹی پاک ہے

107 مسئلہ نمبر ۵ وہابیہ کے نزدیک جانوروں کی مٹی بھی پاک ہے

107 مسئلہ نمبر ۶ وہابیہ کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

107 مسئلہ نمبر ۷ وہابیہ کے نزدیک نکسیر پھونکنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

108 مسئلہ نمبر ۸ وہابیہ کے نزدیک مٹی لگوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

108 مسئلہ نمبر ۹ وہابیہ کے نزدیک کتا، خنزیر، شراب، ہنسنے والا خون، یہاں تک

108 کہ مرد اور بھی سب پاک ہیں

108 مسئلہ نمبر ۱۰ وہابیہ کے نزدیک بھوکھانا جائز ہے

108 مسئلہ نمبر ۱۱ وہابیوں کے نزدیک کتا کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے

109 مسئلہ نمبر ۱۲ وہابیوں کے نزدیک سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے

تیسرا حصہ

111 وہابیوں، دیوبندیوں کی فقہ کے ۱۲ عقائد باللہ اور اہل سنت والجماعت کے ۱۲ عقائد عجیبہ

112 وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱ دیوبندیوں، وہابیوں کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے

112 صحیح اسلامی عقیدہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹ محال بالذات ہے

112 ثبوت میں آیات قرآنیہ

113 جھوٹ کی تین وجوہات

114 جھوٹ ایک عیب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک ذات ہے

115 وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲ انسان کوئی کام کرے، تو اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہوتا

115 صحیح اسلامی عقیدہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مخفی نہیں

115 ثبوت میں آیات قرآنیہ

116 امر اور انہی میں فرق

- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۳ کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لیا جائے، تو ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا 117
- صحیح اسلامی عقیدہ کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لینے سے انسان دائرۃ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے 117
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 117
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۴ اگر آپ ﷺ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی فرض کر لیا جاوے، تو بھی خاتمیت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آوے گا 118
- صحیح اسلامی عقیدہ حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔ اب کوئی اصلی، نقلی، فرضی نبی نہیں آ سکتا۔ اب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے 118
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 118
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵ رحمۃ للعالمین ہونا صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ نہیں۔ چودھویں، پندرھویں صدی کا مولوی بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتا ہے 120
- صحیح اسلامی عقیدہ جیسے اللہ تعالیٰ تمام جہان، کائنات کے ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ کا رب ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ ہر کسی کیلئے باعثِ رحمت ہیں 120
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 120
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۶ وہابیوں و دیوبندیوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی صرف اتنی فضیلت ہے کہ وہ بڑے بھائی ہیں اور یہ چھوٹے بھائی ہیں 121
- صحیح اسلامی عقیدہ حضور اکرم ﷺ ہمارے روحانی باپ کی حیثیت سے ہیں بھائی نہیں ہیں 121
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 121
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۷ وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ بے اختیار نبی ہیں 123

- صحیح اسلامی عقیدہ حضور پیارے مصطفیٰ، مختار زمین و آسمان، وارث کون و مکان 123
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 123
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۸ وہابیوں اور دیوبندیوں کے نزدیک کسی نبی اور ولی کی کوئی توقیر نہیں 125
- صحیح اسلامی عقیدہ اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمان سب عزت والے ہیں 125
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 125
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۹ وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک قبر کے اندر حضور اکرم ﷺ کا جسم پاک مٹی بن گیا ہے 126
- صحیح اسلامی عقیدہ نبی حیات جاودانی یعنی ہمیشہ کی زندگی کے مالک ہیں۔ اور نبیوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی 126
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 126
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۰ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ کو بیوی خیال کرنا وہابی کے نصیب میں 128
- صحیح اسلامی عقیدہ حضور اقدس ﷺ کی بیبیاں مسلمانوں کی روحانی مائیں ہیں۔ پھر جو اپنی ماں کو اس سے بڑھ کر حرامی کون ہوگا؟ 128
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 128
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۱ وہابیہ کے نزدیک امتی بسا اوقات اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں 129
- صحیح اسلامی عقیدہ نبی کی عبادت کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ گل جہاں کی عبادت ایک طرف، نبی کی عبادت ایک طرف۔ نبی کی عبادت کا درجہ زیادہ ہے 129
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 129

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۲..... دیوبندیوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا علم تو معاذ اللہ

کئے، ہے، خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ نکلؤ ہانڈ من ڈالکت 131

صحیح اسلامی عقیدہ..... اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا کے تمام علوم غیب کیلئے اپنے

پیارے رسول مقبول ﷺ کو جن لیا ہے 131

ثبوت میں..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 131

اختتامی دعا 133

خصوصیات کتاب

۱۔ تمام کتاب دانش کو سمی گئی۔

۲۔ اس کتاب کا کچھ حصہ مرکزی جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی میں لکھا گیا اور

کچھ حصہ مرکزی جامع مسجد غوثیہ البرٹ روڈ آسٹن برمنگھم (برطانیہ) میں لکھا گیا۔

پیش لفظ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ. أَمَّا بَعْدُ فَاغْوِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ.

(ترجمہ) وہ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے وہ جنت والے ہیں، وہ اسی ہمیشہ رہیں گے۔

یاد رہے کہ

ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل صالح مقبول نہیں۔ لیکن عمل صالح کے بغیر ایمان مقبول ہے۔ دنیا میں ہر کوئی خواہ وہ ہندو ہو یا سکھ، عیسائی ہو یا یہودی، عمل صالح کرنے کی دوسروں کو ترغیب دیتا ہے، اور خود بھی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے منہ جب وہ نیک اعمال ہیں جو ایمان کے ساتھ ہوں۔

اس دنیا میں اچھے کام کے طور پر کیا کچھ نہیں کیا جاتا۔ غریبوں، محتاجوں اور ناداروں کیلئے خیراتی ہسپتال کھولے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے تعلیمی ادارے بنائے جاتے ہیں۔ ادارت اور یتیم بچوں کیلئے سکول، مسافروں کیلئے سرائے، فلاح و بہبود کی انجمنیں، ویلفیئر سوسائٹیز، غرضیکہ ہر جگہ بہت کچھ کیا جاتا ہے۔ مگر جب تک کوئی اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ پر ایمان نہیں لاتا، حقیقی اور اخروی فلاح و کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ ان اچھے کاموں کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی چکا دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ

معلوم ہوا کہ

اعمال صالحہ..... کی مقبولیت کا دار و مدار ایمان پر ہے۔ لیکن.....

ایمان..... کی تکمیل کا انحصار سرکارِ دو عالم ﷺ کی "محبت" پر ہے۔

کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَحِبُّوا آحِبُّوا إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ أَوْ مِنْ نَفْسِهِ.

(ترجمہ) تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا،

جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اس کی اولاد، اور دوسرے

تمام لوگوں سے، حتیٰ کہ اس کی اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ

ہو پاؤں۔

غور فرمائیں!

ہم اللہ پر ایمان صرف آپ ﷺ کے ہی بتلانے پہ لائے ہیں۔ ورنہ اگر وہ ہمیں اپنی تعلیم نہ دیتے تو ہمیں اللہ کی کیا خبر تھی۔ پہلے کی طرح آج بھی ہم بتوں کے آگے جھک رہے ہوتے۔ شہر و مہر کو پوجتے ہوتے۔ اس ظلمت سے نکالنے والے حسنِ اعظم ﷺ پر سچے اور سچے دل سے ایمان لا کر ہی ہم اللہ تبارک و تعالیٰ پر ایمان لا سکتے ہیں۔

ہم نے اللہ ﷻ کو اپنا معبود حقیقی ان کے بتلانے پر ہی تو مانا ہے.... اگر وہ ہمیں نہ بتاتے تو ہم اپنے خالق و مالک اور معبودِ برحق پر کیونکر ایمان لا سکتے تھے؟

معلوم ہوا کہ

ایمان کے باب میں سرکارِ دو عالم ﷺ ہی ہمارے معلم ہیں.....

چنانچہ عام دستور اور قاعدہ ہے کہ طالب علم کی کامیابی و کامرانی استاد کی عزت و احترام اور محبت میں مضمر ہے۔ جو اسٹوڈنٹ اپنے ٹیچر کیلئے اپنے دل میں عزت، احترام،

چنانچہ ایک سچا مومن! سرکارِ دو عالم ﷺ کو اپنے آپ سے اپنے ماں باپ سے اپنی آل و اولاد سے سب تعلقات سے بلکہ ساری کائنات سے بڑھ کر عزیز و محترم اور محبوب رکھتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے آپ ﷺ کی محبت اور عشق ہی اسکے ایمان کی جان ہے۔

مگر..... کفار و مشرکین، یہود و بنود..... سب مل کر

اس کوشش میں ہیں۔ کہ کسی طرح مسلمانوں کے دل سے اُنکے نبی ﷺ کی محبت نکال دو۔ تو یہ انتہائی بے ضرر محض موردی، رسمی اور نام کے مسلمان رہ جائیں گے۔ کہ جنہیں اپنے مذہب و ملت کی حرمت کی کوئی پروا نہیں ہوگی۔

افسوس کہ

وہ کام جو کافر لوگ صدیوں میں نہ کر سکے خود مسلمانوں کے اندر کافروں کے ایجنٹوں نے کر دکھانا شروع کر دیا۔ یہودیوں، ہندوؤں کے یہ ایجنٹ اس سازش میں ملوث ہو کر حضور ﷺ کی ذات کے بارے میں متنازع مسائل و عقائد گھڑنے لگے۔ اس طوفان کی ایک شکل غیر مقلدیت، وہابیت، نجدیت اور دیوبندیت ہے۔ بد بخت غیر مقلد وہابی، نجدی اور دیوبندی ہر وقت اسی کوشش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کے اندر نئے نئے متنازع مسائل و عقائد پیدا کیے جائیں۔ تاکہ ان کے دلوں میں موجود عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو بجھا دیا جائے۔

بد عقیدگی کے یہ جراثیم یہود و بنود کی ملی بھگت سے بڑی تیزی کے ساتھ ہر شہر ہر قریہ ہر بستی پر حملہ آور ہیں۔ ہماری منگلا کالونی میں بھی غیر مقلدیت، وہابیت، نجدیت اور دیوبندیت کے چند دانے ہیں۔ جو الحمد للہ بسیار کوشش کے باوجود ابھی تک منگلا کالونی میں اپنی کوئی جگہ نہ پاسکے ہیں۔ کیونکہ ہم اہل سنت و الجماعت ان کے حربوں کو بخوبی سمجھتے ہیں.....

اللہ تبارک و تعالیٰ، عزوجل و ذوالجلال والا کرامت سے دعا ہے۔ کہ وہ ان بد بختوں

سے تمام فریب سے ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور اپنے پیارے حبیب اقدس، سرکارِ دو عالم ﷺ کی بچی، بچی محبت اور والہانہ عشق عطا فرمائے۔

اس کتاب کے لکھنے کا سبب بھی یہی ہے کہ ایک غیر مقلد وہابی نے منگلا ہملت میں ایک عجیب و غریب نئے مسائل بیان کرنا شروع کر دیے۔ بالخصوص رفع یدین کرنے اور آمین اچھڑانے کے بارے میں احادیث اپنے ہاتھوں سے لکھ لکھ کر منگلا ہملت میں تقسیم کرنا شروع کر دیے۔ اور اس طرح عوام اہلسنت کو پھنسانا چاہا۔ تو ہمارے شاگرد و شید حافظ سلیم قادری اور صاحبِ مدرسین روشنی نے اسکا حاسب کیا۔ بتاریخ ۲۱ مئی ۲۰۰۰ء اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئے۔ مگر یہاں وہ ہر بات میں لا جواب تھا۔ یعنی کسی سوال کا جواب نہ دے سکا۔ اُس کاہل و طالح کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ ہم اللہ شریف کا ترجمہ بھی نہ کر سکا۔ بس وہی رٹنی رٹوائی احادیث تھیں کہ جو غیر مقلدین وہابی مولویوں نے پکڑا دیں۔ اور جھوٹ اتنا بولا کہ الامان..... کہنے لگا کہ رفع یدین کرنے کے بارے میں ۷۵۰ احادیث ہیں۔ میں نے اسے ایک مہینہ کی مہلت دی کہ ۷۵۰ احادیث لے آؤ۔ سال ۲۰۰۰ء ختم ہوا۔ ۲۳ جنوری ۲۰۰۱ء تک میں منگلا میں ہی تھا اور اب یہاں انگلینڈ میں مئی ۲۰۰۱ء ہے۔ مگر وہ شخص ۷۵۰ احادیث نہ لاسکا۔ لہذا اسے اس والد کی وجہ سے میں نے چاہا کہ چند وہ مختلف فیہ مسائل اور عقائد کہ جن کا بہانہ کرتے سادے اور بھولے بھالے سنیوں کو درنمایا جاتا ہے کے بارے میں قرآن و احادیث کی روشنی میں صحیح مسلک بیان کروں۔ چنانچہ یہ کتاب میں نے منگلا میں لکھنی شروع کی۔ جو بارہ بارہ مسائل اور عقائد پر مشتمل تین حصوں میں منقسم ہے۔ جن کی مکمل تفصیل تو Contents میں موجود ہے۔ البتہ مختصر ترتیب حسب ذیل ہے۔

- اہل سنت و الجماعت حنفی مذہب کے مطابق نماز کے متعلقہ ۱۲ مسائل صحیح
- وہابیوں، دیوبندیوں کی فقہیہ کے ۱۲ مسائل عجیب
- وہابیوں، دیوبندیوں کے ۱۲ عقائد باطلہ
- اہل سنت و الجماعت کے اسلامی ۱۲ عقائد صحیح

یہ کتاب میں نے اس لئے لکھ دی ہے کہ عوام اہل سنت کے پاس دلائل کا ذخیرہ موجود ہو۔ اور اگر کوئی سر پھر ان کو بہکانا چاہے تو اس کو منہ توڑ جواب دے سکیں۔

میں نے اس کتاب کا نام ۱۲ مسائل و ۱۲ عقائد تجویز کیا ہے۔

آج ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء بمقام جامع مسجد غوثیہ اس کتاب کی تکمیل سے فارغ ہوا۔ جو کوئی اس سے استفادہ کرے مجھے گنہگار کیلئے دعائے خیر کرے۔

طائب دعا

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد غوثیہ ' ۲۳۷ ' البرٹ روڈ ' آسٹن ' برٹنکم ' برطانیہ

آسٹن ' برٹنکم ' برطانیہ

پہلا حصہ

۱۲ مسائل صحیحہ

اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کے

مطابق

مسئلہ 1

”نماز میں مردوں کیلئے کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ صرف کندھوں تک خلاف سنت ہے۔“

کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے ثبوت میں احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر ۳۲۱

بخاری و مسلم و صحاحی میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَخْذِي أُذُنَيْهِ وَهُنَّ لَفْظٌ حَتَّى يَخْذِي بِهِمَا فَرُوعَ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر فرماتے، تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھاتے۔ دیگر الفاظ یہ ہیں کہ کانوں کی لو تک اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۴

ابوداؤد و ترمذی میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِّنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَفُودُ.

ترجمہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز شروع فرماتے، تو اپنے مبارک ہاتھ کان کی لو تک اٹھاتے پھر رفع یدین نہ فرماتے یعنی ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۴

مسلم شریف میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

أَنَّ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ
وَالْأَعْدَادُ الرَّوَاةُ جِهَالٌ أَذُنَيْهِ.

والف النہوں نے حضور راقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ کانوں کے مقابل اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۸۴۶

اہم ائمہ دارقطنی، طحاوی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ ابْنَاهُ
هَذَا، أُذُنَيْهِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۹

حاکم نے مستدرک میں، دارقطنی اور بیہقی نے نہایت صحیح اسناد کے ساتھ جو بشرط مسلم و بخاری ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

رَأَيْتُكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَخَذَى بِلَبْنَاهُ أُذُنَيْهِ.

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر کہی اور اپنے انگوٹھے کانوں کے قریب کر دیئے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۱۲

مہارraq اور طحاوی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لَا يَفْتَحُ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ
ابْنَاهُ قَرِيبًا مِّنْ سَخِمَةِ أُذُنَيْهِ.

تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

جواب:

یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں۔ کیونکہ جب کانوں سے انگوٹھے لگائیں گے تو ہاتھ کانوں تک بھی ہو جائیں گے۔ اور کندھوں تک بھی۔ دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جائے گا۔ جب کہ کندھوں تک انگوٹھے لگانے سے ان احادیث پر عمل نہ ہو سکے گا کہ جن میں کانوں کا ذکر ہے۔ حنفی المذہب میں دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہابی غیر مقلد ایک قسم کی احادیث چھوڑ دیتا ہے۔ لہذا حنفی مذہب جامع مذہب ہے۔

اعتراض نمبر ۲

آپ نے کانوں کے متعلقہ جو حدیثیں بیان کی ہیں وہ ضعیف ہیں لہذا قابل عمل نہیں۔

جواب:

اس کے چند جواب ہیں۔

- ۱۔ وہابی غیر مقلد اپنی عادت کے مطابق اپنے مخالف حدیثوں کو بلاوجہ ضعیف کہہ دیتے ہیں۔ حدیث کو ضعیف کہہ دینا ان کے نزدیک معمولی بات ہے۔
- ۲۔ ہم نے اس سلسلہ میں مسلم و بخاری کی احادیث پیش کیں کیا وہ بھی ضعیف ہیں؟
- ۳۔ وہابیوں غیر مقلدوں کا ان احادیث کو ضعیف کہہ دینا جرح مجہول ہے جو کسی طرح قابل قبول نہیں کیونکہ اس میں وجہ ضعف نہیں بتائی گئی کہ کیوں ضعیف ہیں؟

چیلنج

سارے غیر مقلد وہابیوں کو عام اعلان ہے کہ کوئی مرفوع حدیث ایسی دکھاؤ، جس میں یہ بیان ہو کہ حضور اقدس ﷺ اپنے انگوٹھے کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ نالائق وہابیو! سمجھو

۱۔ وہابیوں لہجوں کا ذکر ہے وہاں "ہندیہ" ہاتھ کا لفظ ارشاد ہوا ہے۔ اور جہاں "ہندیہ" وہاں "ابھاماساہ" انگوٹھا لکھ کر ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کندھوں تک اٹھانا سورت سے اٹھتے ہیں کہ جب انگوٹھے کانوں تک لگیں۔

﴿ہاتوا یرہانکم ان کنتم صادقین﴾

❧

مِنْ السُّنَّةِ وَضِعَ الْكَفُّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ .

، جس کہ ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

۱۔ حضرت ابی جہمؓ سے روایت کی۔

مَلْنَا قَالَ السُّنَّةُ وَضِعَ الْكَفُّ فِي الصَّلَاةِ وَيُضَفُّهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ .

۲۔ ایک حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے اور (نمازی بنے) ان دونوں (ہاتھوں) کو ناف کے نیچے رکھے۔

۳۔ امامؒ نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیمؓ سے روایت کی۔

أَنَّ كَانَ يَذُو الْيَمِينِ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ .

۴۔ ایک حضور اقدسؐ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

۵۔ ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابراہیمؓ سے روایت کی۔

قَالَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ تَحْتَ السُّرَّةِ .

۶۔ مانتے ہیں کہ آپؐ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے۔

۷۔ ابن حزمؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔

أَنَّ قَالَ مِنَ الْخَلْقِ النَّبِيُّ وَضِعَ الْيَمِينُ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ .

مسئلہ 2

”نماز میں سر دکیلے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ سینے پر عورتوں کی

مانند ہاتھ رکھنا خلاف سنت ہے“

اس مسئلہ کی تائید میں احادیث کا گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۱

ابوداؤد شریفؒ نے ابن عربیؒ میں حضرت ابوداؤدؓ سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو وَائِلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخَذَ الْكَفَّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ .

ترجمہ

حضرت ابوداؤدؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا

چاہیے۔

حدیث نمبر ۲ تا ۳

ابوداؤد شریفؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی۔

أَنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضِعَ الْكَفُّ فِي زَوَايَا وَضِعَ الْيَمِينُ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ .

ترجمہ

نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نماز میں ناف کے

نیچے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔

حدیث نمبر ۴ تا ۷

ابوداؤدؒ نے ابن عربیؒ، دارقطنیؒ اور تہمتیؒ نے حضرت سیدنا علیؓ سے روایت کی۔

آپؐ نے فرمایا کہ داہنا ہاتھ 'ہائیں ہاتھ پر' ناف کے نیچے رکھنا 'اخلاقی طور سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

ابو بکر ابن ابی شیبہ نے حجاج ابن حسان سے روایت کی۔

فَمَنْ سَمِعْتَ ابْنًا مُجَلِّزًا وَسَأَلْتَهُ كَيْفَ يَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنُ كَفِّهِ وَبَيِّنُهُ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْمَعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ. أَسْنَدُهُ جَيِّدٌ وَزَوَائِدُهُ كُلُّهُمُ قَتَلَتْ

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مجلزو سے پوچھا کہ نمازی (نماز میں) ہاتھ کیسے رکھے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی 'ہائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اپنے ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔ اس کی اسناد بہت قوی ہیں اور سارے راوی ثقہ ہیں۔

”نوٹ“

اس مسئلہ کے متعلق بہت سی دیگر احادیث بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ انہیں پراکتفا کرنا ہوں۔ زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو صحیح ابیہاری کی مطالعہ کریں۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہ ہے کہ نماز میں 'ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جائیں۔ کیونکہ دستور کے مطابق غلام اپنے آقا کے سامنے ادب سے ایسے ہی کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر جب نماز میں بندہ اپنے خدائے بزرگ و برتر کے حضور کھڑا ہو، تو اسے بھی ایسے ہی نیاز مندی سے کھڑا ہونا چاہیے۔ کیونکہ اسی میں ادب ہے۔ لیکن غیر مقلد و ہابی جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ مسجد میں کھڑے ہیں یا اکھاڑے میں کشتی لڑنے کیلئے

بندوا

روکوع میں ادب کا اظہار ہے۔

و میں ادب کا اظہار ہے۔

ت میں ادب کا اظہار ہے۔

توقیم میں

اب ادبی کے ساتھ پہلوانوں کی طرح کیوں کھڑے ہوتے ہو؟

پ کو ملحوظ خاطر رکھو اور

ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر عاجزی، انکساری، انتہائی نیاز مندی کے ساتھ

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کھڑے ہو جاؤ۔

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر ۱

..... شریف میں ابن جریر نے اپنے والد محترم سے روایت کی۔ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدًا

..... شَمَالَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الشَّيْءِ فَوْقَ السُّرَّةِ (ترجمہ) یعنی راوی بیان کرتے ہیں کہ

..... میں نے دیکھا کہ آپؐ نے ہائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ کلائی پر سے

..... (اور) ناف کے اوپر رکھا۔

وہابی صاحب!

اذا یہ کہ آپؐ نے حدیث میں خیانت کی۔ پوری حدیث بیان نہیں کی جبکہ اس کے

..... حدیث ہے۔ قَالَ الْوَدَّ ذَاتُ الْوَدَى غَنَّهُ سَعِيدٌ لَقِيَ جُنْبَ فَوْقَ السُّرَّةِ وَقَالَ لَقِيَ خَلَادٍ

شَعَثَ الشَّعْرَةَ وَزَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَتَبَسَّ بِالْقَوِيَّ - ابو داؤد نے فرمایا کہ سعید بن جبیر سے ناف کے اوپر کی روایت ہے۔ جبکہ ابو جلد نے ناف کے نیچے کی روایت بیان کی ہے۔
(نسخہ ابن عربی)

دوسرا یہ کہ آپ کی پیش کردہ احادیث میں تعارض (اختلاف - Contradiction) آ گیا ہے اور جب احادیث میں تعارض ہو تو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ زیر ناف والی احادیث قابل عمل ہوں۔ کیونکہ رکوع، سجود اور اتقیات وغیرہ میں ادب ملحوظ ہے۔ تو چاہیے کہ قیام میں بھی ادب کا لحاظ رہے۔ زیر ناف ہاتھ باندھنا ادب ہے۔ جبکہ سینے پر ہاتھ رکھنا بے ادبی و گستاخی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کو زور نہ دیکھاؤ۔ زاری، انکساری دکھاؤ وہاں زور نہیں چلتا ادب چلتا ہے۔ میرے دوست! اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہا بڑی انکساری اور زاری ہی سب سے زیادہ قبول ہے۔

چیلنج

غیر متقلد دہائیوں کے پاس ایک بھی مرفوع صحیح حدیث بخاری و مسلم کی نہیں کہ جس میں مردوں کو سینے پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔ اگر کوئی ہے تو لاؤ۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

✖

مسئلہ 3

ہمازی نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل تسمیہ (بسم اللہ شریف) آہستہ پڑھے۔
پڑھے کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔
میں سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنے کے متعلق بہت سی باتیں جن میں سے چند احادیث کا گلدستہ پیش کیا جاتا ہے۔

مسلم، بخاری اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی۔
قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے اور حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی (سورۃ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ شریف (بلند آواز سے) پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

نمبر ۴

مسلم شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَفْتَحُونَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

بلاشبہ نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ الحمد للہ رب العالمین سے

قرأت شروع فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۷۵۷

نسائی، ابن حبان اور طحاوی شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْسُ بِكَرٍ وَعُضْرٌ وَعُثْمَانُ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ترجمہ

میں نے حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں۔ ان حضرات میں سے کسی ایک کو بھی (نماز میں) بسم اللہ شریف (بلند آواز سے) پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

حدیث نمبر ۱۱۳۸

طبرانی نے معجم کبیر میں، ابویہم نے حلیہ میں، ابن خزیمہ اور طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْسُ بِكَرٍ وَعُضْرٌ كَلُوا يُسْرُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ترجمہ

بے شک نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آہستہ بسم اللہ شریف پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۱۲

ابوداؤد، دارمی، طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْسُ بِكَرٍ وَعُضْرٌ وَعُثْمَانُ يَفْتَحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت

الحمد لله رب العالمين سے قرأت شروع فرماتے تھے۔

نسائی، ابی یوسف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْسُ بِكَرٍ وَعُضْرٌ وَعُثْمَانُ يَفْتَحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا يَذْكُرُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ الْقِرَاءَةِ وَلَا فِي آخِرِهَا.

بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ "الحمد لله رب العالمين" سے قرأت شروع فرماتے تھے۔ جبکہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کا ذکر نہ اول قرأت میں کرتے تھے اور نہ ہی آخر قرأت میں۔

۱۶

ابن ابی شیبہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَلَّمَ يَخْفِضُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْأَسْتِغَاثَةَ وَرَبَّنَا لَكَ الْخُضَّةُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم"، "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" اور "ربنا لک الخضۃ" آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

۱۷

امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ أَرِيفٌ "يَخْفِضُونَ الْأَمَامَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَشَبَّخَكَ اللَّهُمَّ وَبَعُودًا مَنِ."

آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ نازل نہیں ہوئی۔ اگرچہ اہل حدیث السلام نے پڑھی ہے تو باعث برکت پڑھی ہے۔

اعتراض نمبر ۲

ترمذی شریف میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قال تکان التَّحْمِيْلُ، مَخْلُوعٌ مَسْلُوكٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنی نبی کریم ﷺ اپنی نماز، بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع فرماتے۔

جواب:

ترمذی شریف میں اسی حدیث کے آگے یہ ہے۔ بن ابی خدیج یث لیس اَسْنَاذُ۔ یہ ایسی حدیث ہے کہ جس کی اسناد کچھ بھی نہیں۔ یعنی اس حدیث کا نہ سرا ہے نہ پتہ۔ تو قائل قبول کیسے ہو سکتی ہے؟

اعتراض نمبر ۳

طحاوی شریف نے حضرت عبدالرحمن ابن ابی سے روایت کی۔ صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ فَجَهَرَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھی اور میرے والدین بھی بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

جواب:

بخاری و مسلم کی بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خود حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اللہ شریف آہستہ پڑھتے اور قرأت الحمد للہ سے شروع کرتے تھے۔ ان احادیث کثیرہ کے بالمقابل یہ حدیث شاذ ہے لہذا احادیث کثیرہ و مشہورہ کے مقابلے میں شاذ حدیث قابل عمل نہیں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

ﷺ

مسئلہ 4

”اما کے پیچھے مقتدی کیلئے تلاوت قرآن پاک کرنا سخت منع ہے“

جبکہ غیر مقلد و باطنی مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس کی ممانعت پر قرآن پاک، احادیث شریفہ، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور عقلی دلائل بے شمار ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

آیات بینات

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔

(ترجمہ) اور جب قرآن پاک پڑھا جائے تو سنو اس کو اور خاموش ہو جاؤ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت ہے۔ ”جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے کہ یہ آیت مقتدی کی قرأت امام سنی کے متعلق ہے۔“

تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں کو امام کے ساتھ قرآن پاک پڑھتے سنا۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کیا ابھی تک یہ وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کو سمجھو۔ وإذا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اول اسلام میں امام کے پیچھے مقتدی قرأت کرتے تھے، پھر آیت مذکورہ کے بعد امام کے پیچھے قرأت منسوخ ہوئی۔

احادیث مبارکہ

حدیث نمبر ۱

مسلم شریف باب بخود التلاوة میں عطاء بن یسار سے مروی ہے۔

اَنَّه سَالُ ذِيْنَدِ ابْنِ ثَابِتٍ عَنْ الْقُرْآنَةِ مَعَ الْاِمَامِ قَتَالٍ لَا قُرْآنَةَ مَعَ الْاِمَامِ
مَنْ سَلَى...

ترجمہ

ابنوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ سے امام کے ساتھ
قرأت کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ قرأت بالکل
چاہئے۔

حدیث نمبر ۲

مسلم شریف باب التثبید میں ہے۔

فَقَالَ لَهُ ابْنُ وَبَّكَرٍ فَخَدِثْنِي اَبْنُ هُرَيْرَةَ فَقَالَ هُوَ صَحِيحٌ "يَعْنِي وَاِذَا قُرِءَ الْخ
فَانصَبْتُ"

ترجمہ

اس سے ابو بکر نے پوچھا کہ ابو ہریرہ کی حدیث کیسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ
بالکل صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

حدیث نمبر ۳

ترمذی شریف نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

مَنْ سَلَى وَكُنْهَ لَمْ يَقْرَأْ مِنْهَا بِأَمِ الْقُرْآنِ فَلَمْ يَصِلْ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ وَرَا
الْاِمَامِ هَذَا حَدِيثٌ "حَسَنٌ" صَحِيحٌ

ترجمہ

جو کوئی (آپ کے) نماز پڑھے (اور) اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے (تو) اس نے نماز

نہیں پڑھی، مگر یہ کہ (اگر) امام کے پیچھے ہو (تو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے) یہ حدیث
حسن صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۴

نسائی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُوْتَمَّ بِهِ فَانْصَبْ
فَكَبِّرْ وَاِذَا قُرِءَ فَانصَبْ

ترجمہ

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی
جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ قرأت کرے، تو تم
خاموش رہو۔

حدیث نمبر ۵

طحاوی شریف نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ "فَقُرْآنَةُ الْاِمَامِ لَهُ قُرْآنَةٌ"

ترجمہ

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جس کا کوئی امام ہو تو امام کی تلاوت ہی اس کی تلاوت ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۲۶

امام محمد نے مؤطا شریف میں امام ابو حنیفہ، عن موسیٰ ابن عائشہ، عن عبد اللہ ابن

شدادہ، عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ "فَقُرْآنَةُ الْاِمَامِ لَهُ قُرْآنَةٌ"

قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ مَنِعٍ وَابْنُ الْهَيْثَمِ هَذَا لَاسْتَدَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ

الْشَّيْخَيْنِ

ترجمہ

بہ شک نہی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا امام ہو، تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت

ہے۔ محمد ابن مہدی اور امام ابن ہمام نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہیں معلوم و بخاری کی شرط پر۔
نوٹ: یہ حدیث امام احمد، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی نے بھی روایت کی۔ (بحوالہ صحیح
الہیاری)۔
حدیث نمبر ۱۱

طحاوی شریف میں حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔

فَقَالَ سَمِعْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: «يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ النَّبَّاءَ فَسُكُّوا»
ثُمَّ قَالَ: «يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ النَّبَّاءَ فَسُكُّوا»

17

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ نے نماز پڑھا کی۔ پھر صحابہ ؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کیا تم امام کی قرأت کی حالت میں تلاوت کرتے ہو.....؟ صحابہ ؓ خاموش رہے۔ حضور ﷺ نے تین بار یہی سوال دہرایا تو صحابہ ؓ کرام ؓ نے عرض کی اِنَّا لَنَفْعَلُ بِالْاَمَامِ سِرْكَارًا اِمْ نَمْنَعُ اِمْ نَمْنَعُ۔ یعنی امام کی تلاوت کے ساتھ تلاوت کی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لَا تَفْعَلُوا آئندہ ایسا نہ کرنا۔

۱۲۰

طحاوی شریف نے حضرت علیؓ سے روایت کی۔
من قرء خلف الامام فلینس علی نظرة۔

11

جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، وہ دین فطرت پر نہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۳

دارقطنی نے حضرت علیؓ سے روایت کی۔

أَيْتُهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ "لَلنَّبِيِّ سَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَرَسُ خَلْفَ الْأَمَامِ أَوْ انْصَبْتُ
عَلَى بِلِّ انْصَبْتُ وَبَلِّكَ يَغْفِيكَ".

ایک شخص نے حضور انور ﷺ سے سوال کیا۔ آیا کہ میں امام کے پیچھے تلاوت کروں یا خاموش رہوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **بَلِّغْ أَمْرِي** بلکہ خاموش رہ۔ کیونکہ میرے لئے امام ہی کافی ہے۔

عدد پست نمبر ۱۴

دارقطنی نے حضرت شعبیؒ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قِرَاءَةَ حَتَّى الْإِمَامِ .

22

۷۷ شک نہی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے تلاوت جائز نہیں۔

جلد پینٹ نمبر ۱۵

یہی نے قرأت کی بحث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ صَلَاةٍ يُصَلُّ فِيهَا بِإِثْمٍ الْكِتَابُ فَهِيَ مَذَاجٌ إِلَّا صَلَاةَ حُلُفِ الْأَمَامِ.

فرمایا نبی کریم ﷺ نے ہر دو نماز کہ جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جاوے ناقص ہے۔

سوائے اس نماز کے کہ جو امام کے پیچھے ہو۔

حدیث نمبر ۱۷۴۱۶

امام محمد نے اپنی موطا میں اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال ليت فيهم الذي يشق خلف الأمام حجرا -

فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرائت کرے، کاشا! اُس کے منہ میں پتھر ہو۔

(تاکر وہ خاموش رہے)

امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، جابر بن عباس، جابر بن عبداللہ، حضرت علقمہ، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عمر و غیرہم سے مکمل اسنادوں کے ساتھ روایات پیش کیں۔ کہ یہ تمام حضرت امام کے پیچھے قرأت کے سخت خلاف ہیں۔ ان میں سے کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں آگ ہو کوئی فرماتے ہیں کہ اس کے منہ میں پتھر ہو کوئی فرماتے ہیں کہ وہ فطرت کے خلاف ہے۔ ان تمام کو یہاں نقل کرنا دشوار ہے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے۔ کیونکہ عام دستور ہے کہ جب شاہی دربار میں عوام الناس کا کوئی وفد جاتا ہے، تو آداب بھی بجالاتے ہیں، مگر عرض معروض سب نہیں کر سکتے۔ سب کی طرف سے گزارشات وہی پیش کر سکتا ہے۔ کہ جو ان سب میں اہم، لیڈر اور نمائندہ ہو۔ جبکہ باقی سب خاموش رہیں گے۔ ایسے ہی باجماعت نمازی حضرات رب تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ عالی شان میں وفد کی شکل میں حاضر ہوتے ہیں، تو تکبیر، تسبیح، ثناء، تشہید وغیرہ کی صورت میں دربار شاہی کے آداب اور سلامی مجرئی، سبھی بجا لائیں، مگر تلاوت جو کہ عرض معروض ہے وہ صرف سب کا نمائندہ یعنی امام ہی کرے گا۔

اعتراضات و جوابات

اعتراض نمبر ۱

مسلم و بخاری میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ اس کی نمازی نہیں جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ (یہ وہابیوں کا مشہور اعتراض ہے)

یہ حدیث امام مسلم نے اس طرح نقل فرمائی۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ۔ اس کی نماز نہیں جو فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ نہ پڑھے۔ اور مؤطا امام ربیع میں یہ حدیث اس طرح ہے۔ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالسُّورَةِ نَمَازٌ نَحْنُ هُوَ۔ سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ ملائے۔ ہے۔ اب ابجدیث، غیر مقلد وہابیوں کو پاسبی کہ وہ سورۃ فاتحہ کو بھی فرض جانیں اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ ملانا بھی فرض جانیں۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ لوگ بعض حدیثوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اس کا علمی اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے ایسے معنی کرنے چاہئیں کہ جس سے قرآن و حدیث میں تعارض نہ رہے۔ چنانچہ علماء فرماتے ہیں۔ لَا صَلَوةَ الْخِمْسِ لَأَنَّهُ جُنْسٌ كَاسْمِهِ۔ جس کا اسم تو ہے "صلوٰۃ"۔ جبکہ خبر پوشیدہ ہے۔ یعنی "کامل"۔ تو معنی یہ ہوئے کہ نماز بغیر سورۃ کامل نہیں ہوتی..... جس طرح فرمایا گیا ہے لَا صَلَوةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ۔ اس لا سے کمال نماز کی نفی ہے۔ ایسے ہی یہاں۔ لَمْ يَقْرَأْ قِرَاءَةً۔ حکی حقیقی دونوں کو شامل ہے۔ کہ امام اور اکیلے نمازی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا حقیقتاً واجب ہے۔ اور مقتدی پر حکم۔ کیونکہ امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ۔ لَمْ يَقْرَأْ قِرَاءَةً۔ امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

اعتراض نمبر ۲

اکثر صحابہ ؓ کا عمل یہ بھی ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے۔ امام ترمذی اس حدیث عبادہ بن صامت کے ماتحت فرماتے ہیں امام کے پیچھے قرأت کرنے کے متعلق اکثر صحابہ و تابعین کا اس حدیث عبادہ پر عمل ہے تو جب اکثر صحابہ ؓ کا عمل اس حدیث پر ہے تو معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ ضروری ہے۔

جواب:

امام ترمذی کا یہاں اکثر فرمانا اضافی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ زیادہ صحابہ ؓ تو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے، کم نہ پڑھتے تھے۔ بلکہ یہاں اکثر بمعنی چند اور

متعدد ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد گرامی ہے۔ "مَنْ كَثُرَ عَلَيْهِ الْهَدَىٰ وَكَثُرَ حَقُّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ" (ترجمہ) ان میں سے بہت سے ہدایت پر تھے اور بہت سے گمراہی پر تھے۔ یعنی چند ہدایت پر تھے اور چند گمراہی پر تھے۔ حق یہ ہے کہ زیادہ صحابہ کرام ؓ قرآن خلف الامام کے خلاف تھے۔

اقوال صحابہ کرام ؓ

- ۱۔ حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کی نماز نہیں۔
- ۲۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کا منہ آگ سے بھر جائے۔
- ۳۔ حضرت عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کے منہ میں بدبو بھرجائے۔
- ۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ اور
- ۵۔ حضرت عتقہ ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں خاک ہو۔
- ۶۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، وہ فطرت پر نہیں۔
- ۷۔ حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کی نماز نہیں۔
- ۸۔ حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کے منہ میں پتھر ہو۔
- ۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ انگارے ہوں۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہ صرف خود امام کے پیچھے تلاوت نہ کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی سختی سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام کی تلاوت ہی کافی ہے۔

یہ تمام روایات عطاوی شریف اور صحیح البیہاری میں موجود ہیں چند روایات ابوداؤد وغیرہ میں پیش کردہ ہیں درجہ ۸۰ ص ۱۶ کرام سے منقول ہے کہ وہ حضرات امام کے پیچھے قرأت سے سخت منع کرتے تھے۔

غیر مقلدین سے ہمارے سوالات

سوال نمبر ۱

نماز میں جیسے سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ ایسے ہی دوسری سورۃ ملانی بھی ضروری ہے مسلم شریف میں ہے۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْفَرْزَانِ فضاغدا۔ اس کی نماز نہیں، جو سورۃ فاتحہ اور کچھ زیادہ (یعنی دوسری سورۃ) نہ پڑھے۔ غیر مقلد روایاتی بھی مانتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے دوسری سورۃ نہ پڑھے۔ تو چاہیے کہ سورۃ فاتحہ بھی نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ جیسے دوسری سورۃ کیلئے امام کی قرأت کافی ہے۔ ایسے ہی سورۃ فاتحہ کیلئے بھی امام کی قرأت ہی کافی ہونی چاہیے۔

سوال نمبر ۲

جو کوئی رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے، اسے رکعت مل جاتی ہے۔ اگر مقتدی پڑھ سورۃ فاتحہ پڑھنی لازم ہوتی، تو اسے رکعت نہ ملنی چاہیے تھی۔

سوال نمبر ۳

مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ کی قرأت اور آمین کہنی ضروری ہو، تو غیر مقلد روایاتی بتائے کہ اگر امام مقتدی سے پہلے سورۃ فاتحہ پڑھ لے اور مقتدی سورۃ فاتحہ کے بیچ میں ہو، تو کیا

مقتدی اپنی سورۃ فاتحہ شتم کر کے آمین کہے گا یا نہیں؟ جبکہ
”نہ درتہد آمین کہنا جائز ہے، اور نہ ہی سورۃ فاتحہ کے سچ میں آمین کہنا جائز ہے“

سوال نمبر ۴

اگر مقتدی نے ابھی سورۃ فاتحہ شتم نہ کی ہو اور امام رکوع میں چلا جائے تو وہابی یہ
بتائے کہ یہ مقتدی آدھی سورۃ فاتحہ چھوڑ دے گا اور امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے گا یا
رکوع چھوڑ کر سورۃ فاتحہ مکمل کرے گا؟

چیلنج

مشرق مغرب کے علمائے حدیث کیلئے اعلان عام ہے کہ ان چار سوالوں سے
جوابات دیں، مگر شرط یہ ہے کہ حدیث صریح سے دیں، محض اپنی رائے شریف استعمال نہ
کریں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ انشاء اللہ نہ دے سکیں گے۔ چنانچہ ہم ان بھولے بھٹکے ہوؤں سے
صرف اتنا کہتے ہیں کہ ضد چھوڑ دیں قرآن و احادیث پر عمل کریں اور مذہب حق کی صداقت
کو تسلیم کرتے ہوئے امام کے پیچھے قرأت نہ کیا کریں۔ (جاء الحق حصہ دوم)

﴿ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین﴾

۲۷

مسئلہ 5

”ہر نمازی کیلئے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد نماز جہری ہو یا ستری آمین
آہستہ کہنا سنت ہے“

ملک غیر مقلد وہابی جہری نماز میں خواہ امام ہو یا مقتدی بلند آواز سے ”چینچ“ کر
آمین کہتا ہے۔ جو کہ خلاف سنت ہے۔ چنانچہ آمین آہستہ کہنے کے دلائل میں گلدستہ
احادیث پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۸۲۱

بخاری، مسلم، احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت
ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمِنَ الْأَمَامُ فَلَا تَمْنُوا فَتَنَةً مِنْ وَاقِفٍ
تَأْمِنُهُ تَأْمِنُ الْمَلَائِكَةُ غُفْرَتُهُ مُنْقَدِمٌ مِنْ ذَنْبِهِ. (رواه البخاری و مسلم
واحمد و مالک و ابوداؤد و ترمذی و نسائی وابن ماجہ)

ترجمہ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب امام آمین کہے، تو تم بھی آمین کہو۔ (تیسرے) جس
کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

تشریح حدیث

اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی معافی اس نمازی کیلئے ہے جس کی آمین فرشتوں
کی آمین کے موافق ہوگی۔ جبکہ فرشتے ایسی آہستہ آمین کہتے ہیں کہ آج تک ان کی آمین کسی
نے نہیں سنی۔ اگر کسی وہابی نے فرشتوں کی آمین سنی ہے تو بتائے۔ چنانچہ جو وہابی ”چینچ“ کر

آمین کہتے ہیں دو فرشتوں کی آمین کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کے گناہوں کی معافی نہیں ہوئی۔ وہ جیسے آتے ہیں ایسے ہی واپس جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۶۹

بخاری، شافعی، مالک، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِذَا قَالَ الْأَمَامُ غَيْرُ الْمَضْرُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّامِنِينَ
 فَتَوَلَّوْا آمِنِينَ فَإِنَّهُ قَوْلُ الْمَلِكَةِ غُضْرُوهَا مَا تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِهِ.

4

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین
 بگو۔ پس جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے موافق ہوا، اس کے گزشتہ
 سناہ بخش دینے جائیں گے۔

تشریح حدیث

اس حدیث پاک سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

پہلایہ کہ امام کے پیچھے مقتدیٰ سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ اگر مقتدیٰ کیلئے سورۃ فاتحہ کی قرأت ضروری ہوتی، تو حضور ﷺ فرماتے کہ جب تم پڑھو چکوا لا الضالین تو کہو آمین۔ بلکہ فرمایا کہ جب امام کہے لا الضالین تو تم کہو آمین۔ معلوم ہوا امام کے پیچھے مقتدیٰ کیلئے سورۃ فاتحہ کی قرأت ضروری نہیں ہے۔

اور یہ کہ اس حدیث سے بالکل واضح ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنے کا حکم ہے.....
 رور سے نہیں۔ جب ہم آہستہ آمین کہیں گے تو ہماری آمین سنائی نہیں دے گی۔ اس طرح
 ہماری آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی۔ کیونکہ فرشتوں کی آمین بھی سنائی نہیں دیتی۔
 جبکہ غیر مقلد وہابی یہ کہتے ہیں کہ یہاں وقت کی موافقت مراد ہے۔ جو کسی طور پر صحیح نہیں۔
 کیونکہ جب ہمیں فرشتوں کی آواز سنائی ہی نہیں دیتی، تو ایک ہی وقت میں آمین کی موافقت
 کیسے ممکن ہے؟ يُحْدِثُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَتَمًّا وَلَا يَأْتِيهِمْ أَتَمٌّ وَلَا

ہاں۔ ”جھوک دیا جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو، اور نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنے۔۔۔ اور انہیں شعور نہیں۔“

گناہوں کی بخشش کی شرط یہ لگائی گئی ہے کہ جس کی آئین فرشتوں کی آئین کے
 موافق ہوئی، اس کے ماقبل گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس کا آئین کہنا فرشتوں کی
 آئین کے موافق نہیں، اس کے ماقبل گناہ معاف نہیں ہوں گے۔ جیسے سیاہ باطن آئے تھے ایسے
 سیاہ باطن واپس گئے۔ وہاں! اگر گناہ بخشو لانا ہو تو آئین آہستہ کہنا شروع کر دو۔ اور اگر
 لانا ہوں سے محبت ہے، تو پھر اپنی دھن میں مست رہو۔

۱۸۷۱

امام احمد، ابوداؤد طبرانی، ابویعلیٰ موصلی طبرانی، دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ سے روایت کی۔ حاکم نے کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیحہ میں۔
عَنْ وَائِلِ بْنِ حَجْرٍ أَنَّهُ صَلَّى مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَاحْتَمَى بِهَا صَوْتَهُ۔

10

حضرت وائل بن حجر ؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب حضور ﷺ غیر المغضوب علیہم والذالین پر پہنچے، تو آپ ﷺ نے فرمایا آمین۔ اور اہل آواز کو پست رکھا۔ یعنی آہستہ آواز سے آمین کہی۔

حدیث نمبر ۴۱۷۱۹

ابوداؤد، ترمذی اور ابن شیبہ نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کی۔
 قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِينَ وَخَفَضَ بِهِ صَوْتَهُ»



فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو سنا... آپ ﷺ نے غیر المصنوب غنیم

والضالین پر ہا، تو فرمایا آمین، اور اپنی آواز آہستہ رکھی۔

نوٹ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنا ہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

حدیث نمبر ۲۲ تا ۲۳

طبرانی نے تہذیب الآثار میں اور طحاوی نے حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ سے روایت کی۔
قال لم يكن غمز وعلم "رضي الله عنهما" يعني "بسم الله الرحمن الرحيم" بسم الله الرحمن الرحيم ولا آمين.

ترجمہ

حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما نہ تو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اوپنی آواز سے پڑھتے تھے اور نہ ہی "آمین" اوپنی آواز سے کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۴

یعنی شرح ہدایہ نے حضرت ابو عمر رحمہ اللہ سے روایت کی۔

عن عمر ابن الخطاب رضي الله عنه قال يخطب الامام اذ يقرأ التَعَوُّذُ
وبسم الله الرحمن الرحيم وآمين وربنا لك الحمد

ترجمہ

حضرت عمر فاروق رحمہ اللہ نے فرمایا کہ چار چیزیں امام آہستہ کہے

۱۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۳۔ آمِيْن

۴۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

حدیث نمبر ۲۵

یعنی حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت کی، کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے فرمایا۔

يُحْضِرُ الْأَمَامُ أَذْيُنًا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَاللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ
وَالْتَعَوُّذُ وَالشَّهَادَةُ.

امام چار چیزیں آہستہ کہے۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

۳۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

۴۔ تَعُوْذُ

حدیث نمبر ۲۶

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آثار میں اور عبدالرزاق علیہ الرحمۃ نے اپنی مصنف میں یہ حدیث بیان کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کی۔

قال اذيع "يُخَفِّفُهُنَّ الْأَمَامُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبُحْبُكَةِ الْقُرْآنِ
وَتَعَوُّذُ وَآمِينَ

ترجمہ

آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ

۳۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

۴۔ آمِيْن

(اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور اللہ مرقدہ)

عقلی تقاضہ

عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔ کیونکہ حفظ آئین قرآن پاک کی

کوئی آیت و کلمہ نہیں ہے۔ نہ تو اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام لیکر آئے ہیں اور نہ ہی قرآن پاک میں لکھی گئی ہے۔ آمین، غرض دعا اور ذکر ہے۔ لہذا جیسے ثناء، تعویذ، تسبیح، اتحیات، استیجات اور دعائے ماثورہ سب آیتہ پڑھی جاتی ہیں۔ ایسے ہی آمین بھی آیتہ نبی کہنی چاہیے۔

اعتراضات و جوابات

اعتراض نمبر ۱

ترمذی شریف میں حضرت واکل بن جرجہ سے روایت ہے۔ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ أَقْرَأَ شَيْئًا مِّنَ الْمُغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا تَلْطَأُ لَهُمْ وَقَالَ أَبُوْن وَتَذْبِهَا ضَوْئُهُ مِمَّنْ لَمْ يَكُ يَكُ كُوسًا كَمَا أَتَى فِي غَيْرِ الْمُغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پڑھا، اور آمین کہا، اور اپنی آواز کو اس پر بلند فرمایا۔ مضموم ہوا کہ آمین بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

جواب:

دہائی صاحب! آپ نے ترجمہ غلط کیا۔ اس میں مذکور کا غلط ارشاد ہوا ہے۔ اور مذکورہ آیت سے ثابت ہے۔ جس کے معنی آواز بلند کرنا نہیں بلکہ کہیں ہے۔ کہ حضور قدس نے "آمین" بروزن کریم قلم نہیں پڑھی۔ بلکہ بروزن تالین الف اور ہم خوب پہنچ کر پڑھی۔

اعتراض نمبر ۲

اس حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ آمین فرماتے۔ یہاں تک کہ پہلی صف دان سے لیتے اور مسجد گونج اُٹھتی۔

جواب:

اس حدیث میں مسجد کے گونج جانے کا ذکر ہے۔ لہذا کلمہ شہد والی مسجد میں گونج پیدا ہوتی ہے نہ کہ پچیر والی مسجد میں۔ حضور اکرم ﷺ کی مسجد شریف آپ کے زمانہ کی بات میں

مومن چھپر والی تھی۔ وہاں گونج پیدا ہوئی نہیں سکتی۔ آج وہاں غیر مقلد کسی چھپر والی کچی مسجد میں یا کسی پچے گھر میں شور مچا کر گونج پیدا کر کے دکھا دیں، انشاء اللہ تعالیٰ وہ جیتنے جیتنے مرجائیں گے۔ لیکن گونج پیدا نہ کر سکیں گے۔

دوسرا یہ کہ ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں نماز کا ذکر نہیں، صرف حضور ﷺ کی قرأت کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ خارجی قرأت کا ذکر فرمایا گیا ہو۔

تیسرا یہ کہ آمین بالکھی والی حدیثیں قیاس شرعی کے موافق ہیں۔ اور جہری والی حدیثیں اس کے خلاف ہیں۔ لہذا آیت آمین والی حدیثیں قابل عمل ہیں۔ اور اس کے خلاف والی حدیثیں قابل ترک ہیں۔

چوتھا یہ کہ جہری آمین والی حدیثیں قرآن پاک سے اور ان احادیث سے جو آمین بالکھی پر پیش کی سکیں سے منسوخ ہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام ہمیشہ آمین آیتہ کہتے تھے۔ اسی کا علم دیتے تھے۔ اور زور سے آمین نہیں کہتے تھے۔

چیلنج

غیر متقدمین کے پاس ایسی کوئی حدیث صحیح مرفوعہ موجود نہیں کہ جس میں نماز کے اندر آمین بالکھی کی تصریح ہو۔ ایسی صحیح حدیث نہ ملے اور نہ ملے گی۔ چنانچہ دہائیوں کو چاہیے کہ خد چھوڑیں اور آمین بالکھی کہا کریں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

مسئلہ 6

”رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت یدین کرنا مکروہ اور خلاف

سنت ہے۔“

مگر وہابی خیمہ مقدسین ان دونوں وقتوں میں رفع یدین کرتے ہیں اور رفع یدین کرنے پر زور دیتے ہیں۔ رفع یدین نہ کرنے کے متعلق احادیث کا کلدستہ پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۲

ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْأَصْلِيُّ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلِي وَلَمْ يَزِفْ يَدَيْهِ الْأَمْرَةَ وَاحِدَةً مَعَ تَكْبِيرِ الْاِفْتِتَاحِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

ترجمہ

ایک دفعہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز پڑھوں؟ آپ نے نماز پڑھی، تو اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرمایا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے۔

حدیث نمبر ۵

ابن شیبہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ كَلَنَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَزِفُ فَعَلُهُمَا حَتَّى يَمُزَّعَ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ مہرک

اٹھاتے، پھر نماز ختم ہونے تک ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۶

ابوداؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ زَايِدُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَمْ يَزِفْهُمَا حَتَّى انْخَصَفَ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے نماز شروع فرمائی تو دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۷

حمادی شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَنَ يَزِفُ يَدَيْهِ حِينَ أَوَّلَ تَكْبِيرِهِ ثُمَّ لَا يَمُزُّ.

ترجمہ

وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے، (اور) پھر ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۸

حاکم و بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرَفَعَ الْأَيْدِي بَنِي سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَاسْتِثْبَالَ الْبَيْتِ وَالْحُضَا وَالْمَرْوَةِ وَالْمَوْقِفَيْنِ وَالْجَمْرَتَيْنِ

ترجمہ

راوی بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سات جگہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ نماز شروع کرتے وقت، کعبہ شریف کے سامنے منہ کرتے وقت، صفا اور مروہ کے پہاڑ پر، دونوں موقف یعنی منا اور مزدلفہ میں، اور جمرہوں کے سامنے۔

یہی حدیث بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پہنچی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور بخاری نے کتاب المفرد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پہچ فرق کے ساتھ بیان کی۔

حدیث نمبر ۱۵

امام طحاوی نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے ابراہیم نخعی سے عرض کیا حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ شروع نماز میں اور رکوع میں جاتے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے تو آپ نے فرمایا۔

اِنْ كَانَ وَالٌّ رَاَهُ مُرَّةً يُطْعَلُ ذَالِكَ فَقَدْ رَاَهُ عَبْدُ اللَّهِ حُمُسَيْنِ مُرَّةً لَا يُطْعَلُ ذَالِكَ .

ترجمہ

اگر وائل رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین نہ کرتے ہوئے پچاس مرتبہ دیکھا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷ تا ۱۸

طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی۔

قَالَ صَلَّيْتُ حَلْفَ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَذِيهِ الْأَوَّلِي تَكْبِيرَةَ الْأَوَّلِي

مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے آخر نماز تک سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۸

یعنی شرح بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

اِنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ أَمْسِهِ مِنْ

الرُّكُوعِ وَعِنْدَ أَمْسِهِ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ لَهُ لَا تُطْعَلُ فَكُنْ شَيْءٌ فَقُلْتُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُنْ تَرْكُهُ .

ترجمہ

آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا، تو آپ نے اس کو منع کراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ بے شک یہ ایسا عمل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کرتے تھے، پھر (بعد میں) اس کو ترک فرمادیا۔

سبق:

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین منسوخ ہے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین ثابت ہے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا پہلا فعل ہے کہ جو بعد میں منسوخ کیا گیا۔

حدیث نمبر ۲۱

طحاوی شریف نے حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةِ كُنْ لَا يَغُودُ وَقَالَ حَدِيثٌ "صَحِيحٌ" .

ترجمہ

حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ نہ اٹھائے۔ امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۲۲

ابوداؤد شریف میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا سَفْيَانُ اسْتَدَاهُ بِهَذَا قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مُرَّةٍ وَقَالَ يَفْضُلُ مِنْ مُرَّةٍ وَاحِدَةٍ .

ترجمہ

حضرت سفیان رحمہ اللہ اسی استاد سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلی بار ہاتھ اٹھائے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھائے، یعنی اس کے بعد دوبارہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۲۳

واقطنی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اَنَّه زَاى النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ افْتَتِحَ الصَّلَاةُ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاضَى بِهِمَا اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَعْذِلْ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ.

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا۔ جب حضور انور ﷺ نے نماز شروع کی تو ہاتھ اٹھاتے بند کیے کہ کانوں کے مقابل ہو گئے۔ (اور) پھر دوبارہ نہ اٹھائے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۲۴

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآداب میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اَنَّه قَالَ لَا تَرْفَعُ الْيَدَيْنِ حَتَّى شَيْءٌ مِنْ صَلَاتِكَ بَعْدَ الْمَرَّةِ الْاُولَى.

ترجمہ

آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھوں کو نماز میں پہلی بار کے سوا کسی بھی مقام میں نہ اٹھاؤ۔

حدیث نمبر ۲۵

ابو داؤد نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اَنْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتِحَ الصَّلَاةُ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَى قَرِيبٍ مِّنْ اُذُنٍ. ثُمَّ لَا يَعُودُ.

ترجمہ

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ کانوں کے قریب تک اٹھاتے جاتے اور پھر (ہاتھ) نہ اٹھاتے۔

نوٹ: احادیث کی معتبر کتب کی روایت کردہ یہ ۲۵ احادیث کا خوبصورت گلدستہ رفع یدین نہ رہنے کے ثبوت میں "جاء الحق حصہ دوم" کے حوالہ سے پیش کیا گیا۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ بوقت رکوع رفع یدین نہ ہو۔ کیونکہ رفع یدین منظر استصحابی کرام خصوصاً خانائے راشدین کے عمل کے خلاف ثابت ہی عقل شرعی کے بھی خلاف ہے۔ جن روایات میں رفع یدین کا ذکر آیا ہے۔ وہ تمام روایات منسوخ ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو رکوع میں اٹھاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھے۔ تو آپ نے اس کو منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّهُ شَيْءٌ لَا يَفْعَلُهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ۔ رکوع کے بعد یہ ایسا عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا، پھر استصحابی طور پر دیا۔ لہذا وہ تمام روایات جو رفع یدین کے بارے میں ہیں منسوخ ہیں یا ناقض عمل ہیں۔ ان کو مؤثر عمل ماننے سے احادیث میں تحت تعارض آیکا۔

اور یہ کہ نماز میں سکون و اطمینان جو بیٹے تو رفع یدین نہ کیا جائے۔ کیونکہ بلا ضرورت اور بار بار رفع یدین ہی حرمت ہے کہ جو نماز میں خلل ڈالتی ہے۔ ان باتوں کو مد نظر رکھا جائے تو عقل کا فیصلہ بھی ایسی ہی ہے کہ رفع یدین نہ کرنے کی احادیث پر عمل نہ

اعتراضات وجوابات

اس باب میں زیادہ اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کرنے کی گنجائش نہیں، اس لئے غیر مقلدین کے چند مشہور اعتراضات اور پھر ان کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

اعترافاً بفساد

ابو داؤد، ترمذی، دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو حمید ساعدی سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ جس میں رفع یدین کرنے کے بارے میں یہ عبارت ہے۔ ثُمَّ يَخْبِرُ وَيُزْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُنْجَذَى بِهِمَا مِنْكَبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَأْسَهُ عَلَى رِجْلَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُجَادِيَ بِهِمَا مِنْكَبَيْهِ (ترجمہ) پھر آپ ﷺ تکبیر کہتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ اور اپنی تھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر اپنے سر اٹھاتے۔ پھر سبج اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے۔ پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ ابو حمید ساعدی نے جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ حدیث بیان کی۔ جس میں بوقت رکوع رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی تصدیق کی۔ معلوم ہوا کہ رفع یدین حضور اکرم ﷺ کا فعل ہے۔ لہذا ہمیں بھی کرنا چاہیے۔

نوٹ: یہ اعتراض واپسوں، غیر مقلدوں کا چوٹی کا اعتراض ہے۔ اور بہت بڑی دلیل ہے اور اس پر انہیں بہت باز ہے۔

2. باب:

بحوالہ جاء الحق حصہ دوم، اس کے چند جواب ملاحظہ ہوں۔

۱۔ یہ کہ یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے قابل عمل نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کی اسناد ابوداؤد وغیرہ میں اس طرح ہے۔ حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ وہذا حدیث

ابن سعد قال حدثنا عبد الحميد يعني ابن جعفر الخبزي محمد بن عمر ابن عطاء
ابن سمعت ابا حميد الساعدي۔ ہم سے یہ حدیث مستند نے بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ
ابن یحییٰ نے حدیث سنائی۔ احمد نے کہا کہ ہمیں عبد الحمید ابن جعفر نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں
کہ مجھے محمد ابن عمر ابن عطاء نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو حمید ساعدی سے اس صحابہ
کرامؓ کی جماعت میں سنا۔

ان راویان حدیث میں سے 'عبدالحمید ابن جعفر سخت مجروح اور ضعیف ہے' (طحاوی)۔ دوسرے محمد ابن عمر ابن عطاء نے ابو حمید ساعدی سے ملاقات کی ہی نہیں اور یہ کہہ دیا کہ میں نے ان سے سنا ہے۔ جو کہ غلط ہے۔ ملاقات کے بغیر سننے کا دعویٰ کیسا؟ درمیان میں کوئی راوی چھوٹ گیا جو مجہول ہے (بحوالہ طحاوی)

بے شک ہے تو ایسا ہی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابو حمید ساعدی نہ تو صحابہ کرامؓ میں زیادہ فقیہ اور نہ لم
ہیں، اور نہ ہی انہیں حضور ﷺ کی صحبت زیادہ میسر ہوئی ہے۔ ان کے بالمقابل سیدنا عبداللہ
بن مسعودؓ بہت بڑے فقیہ عالم صحابی ہیں۔ اور ساری کی طرح حضور ﷺ کے ساتھ رہے
ہیں۔ جب وہ رفع یدین کے خلاف روایت کرتے ہیں، تو یقیناً ان کی روایت ابو حمید
ساعدی کی روایت کے مقابلے میں زیادہ معتبر ہے (جیسا کہ تعارض احادیث کا حکم ہے)۔
لہذا وہابیوں کی پیش کردہ حدیث بالکل ناقابل عمل ہے۔

۴۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی نے یہ نہیں بتایا کہ حضور ﷺ نے آخر حیات مبارکہ
میں بھی رفع یدین فرمایا کہ نہیں اور پھر کب تک رفع یدین فرمایا۔ لہذا یہ حدیث ان
احادیث سے کہ جن میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے، منسوخ ہے۔ اور جن حدیثوں میں
رفع یدین کا ذکر ہے، ان کا مطلب ہے کہ ایک زمانہ میں حضور ﷺ ایسا کرتے تھے مگر اب وہ
احادیث بالبقیہ میں نہیں ہیں۔

۵۔ یہ کہ وہابیوں کی پیش کردہ یہ روایت قیاس شرعی کے خلاف بھی ہے،
لہذا واجب الترمک ہے۔ جبکہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت قیاس شرعی کے مطابق
ہے، لہذا واجب العمل ہے۔ کیونکہ احادیث میں جب تعارض ہو، تو قیاس شرعی کو ترجیح ہوتی
ہے۔ اس کی بابت ہی مثالیں ہیں۔ مجتہد یہ کہ ایک حدیث میں آیات التوبۃ آیتا، مسند
النسائی آ ۱ کی بقی ہوئی چنانچہ اسی نے کے بعد وضو کرنا واجب ہے۔ جبکہ دوسری حدیث میں
آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے کھانا تناول فرمایا اور وضو سے بغیر نماز پڑھی۔ یہاں دونوں
حدیثوں میں تعارض آ گیا تو پہلے حدیث چھوڑ دی گئی اور دوسری حدیث پر عمل ہوا۔ کیونکہ
پہلی حدیث قیاس کے خلاف ہے اور دوسری حدیث قیاس کے مطابق۔ کہ دن رات ہم
کرم پانی سے ہی وضو کرتے ہیں۔

۶۔ یہ کہ عام صحابہ کرامؓ کا عمل ابو حمید ساعدی کی روایت کے خلاف

ہے۔ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت رفع یدین نہ کرنے پر عمل کرتی رہی۔ ان میں سے
شرفت مقدسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت وائلؓ، حضرت عبداللہ بن
زبیرؓ، حضرت اسودؓ، حضرت علیؓ، حضرت سفیانؓ، جیسے ہی القدر صحابہ نے
ممانعت رفع یدین پر احادیث بیان فرمائیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ کثیر صحابہ کرامؓ کی
انظر میں رفع یدین والی حدیث منسوخ ہے۔

۷۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی کی اس روایت میں عبدالحمید ابن جعفر اور محمد ابن عمر
واہب بن مطہر ایسے غیر معتبر راوی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ چنانچہ امام ماروی نے جوہر ترقی میں فرمایا
کہ عبدالحمید، محمد بن احمد حدیث ہیں۔ یہ امام ماروی وہ ہیں کہ جنہیں یحییٰ ابن سعید فرماتے ہیں۔
ھو اسماء الناس فی ہذا الباب۔ حدیث کے فن میں وہ لوگوں کے امام ہیں۔ اور دوسرا
محمد ابن عمرو ایسا جھوٹا راوی ہے کہ اس کی ملاقات ابو حمید ساعدی سے ہرگز ہوئی ہی نہیں۔ مگر
کہتا ہے کہ سمعت میں نے ان سے سنا۔ ایسے جھوٹے آدمی کی روایت موضوع یا کما از
تعمد نس ہے۔

۸۔ یہ اس حدیث میں سخت اضطراب ہے۔ اس کا بھی مضطرب ہیں، اور متین بھی
مضطرب ہے۔ چنانچہ ابن خالد نے جب یہ روایت کی، تو محمد ابن عمرو اور ابو حمید ساعدی کے
درمیان ایک مجہول الحال راوی بیان کیا۔ لہذا یہ حدیث مجہول بھی ہے غرضیکہ اس حدیث
میں بہت سے خرابیاں ہیں۔

۹۔ یہ حدیث منکر بھی ہے۔ مضطرب بھی ہے۔ دلس بھی ہے۔ موضوع بھی ہے۔
مجہول بھی ہے۔ (دیکھو یہی مقدمہ حاشیہ ابو داؤد) ایسی روایت نام لینے کے بھی قابل
نہیں۔ چہ جائیکہ اس سے دلیل پکڑی جائے۔

۱۰۔ یہ کہ امام بخاری نے بھی ابو حمید ساعدی کی روایت لی ہے۔ مگر نہ تو اس
میں ایسے راوی ہیں، اور نہ ہی اس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔ (دیکھو مشکوٰۃ شریف باب
حفظ الصلوٰۃ) اگر ان کی روایت کا ذکر درست ہوتا، تو امام بخاری ہرگز نہ چھوڑتے۔

خفی بھائیو!

رفع یدین غیر مقلد وہابیوں کی چوٹی کا مسئلہ ہے۔ اور یہ حدیث (جس کے راوی ابو حمید ساعدی ہیں) ان کی مایہ ناز دلیل ہے۔ جو وہابیوں کے بچے بچے کو حفظ ہوتی ہے۔ عام خفی لوگ ان کی چرب زبانی سے خیال کرتے ہیں کہ ان کے دلائل بڑے مضبوط ہیں۔ الحمد للہ ان کی اس دلیل کے پرچے اڑ گئے۔ اب وہابیوں کو اپنی چرب زبانی سے باز آنا چاہیے۔

اعتراض نمبر ۲

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ خَتَمًا بِرُفْعِ يَدَيْهِ خَتَمًا يُخَادِعُ بِهِمَا سَنَكْتَبُهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا كَبَّرَ اِلَّا رُفِعَ رَأْسُهُ بِنِ الْوُكُوفِ۔ بیشک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ شریف کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ (اسی طرح) جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے اور پھر رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی ایسے ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ حدیث مسلم و بخاری کی نہایت صحیح الاسناد ہے۔ جس سے رفع یدین ثابت ہوا۔

جواب:

اس حدیث میں یہ تو ذکر ہوا ہے کہ حضور اقدس ﷺ رفع یدین کرتے تھے۔ مگر یہ ذکر نہیں کہ کب تک کیا تھا۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ رفع یدین اسلام میں پہلے تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا چنانچہ اس حدیث میں اُسی منسوخ فعل شریف کا ذکر ہے۔ اس کی ناخ وہ احادیث ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ (جاء الحق نصد وغم)

اس کے علاوہ بھی اعتراضات ہیں یہاں سب اعتراضات اور ان کے جوابات نقل کرنے کی گنجائش نہیں۔ وہابیوں کے سب اعتراضات کٹڑی کے جالے کی مانند کمزور ہیں۔ مذہب خفی قوی ہے اور اس کے دلائل مضبوط سے مضبوط تر ہیں۔

رفعت یدین کے اس موضوع کو ہم مسلم شریف، جلد ۱، صفحہ ۱۸ کی اس حدیث پر ختم کرتے ہیں۔

حدیث:

عن جابر بن سمرہ قال خرج علينا رسول الله ﷺ فقال ما لي اراكم راغبي ايسرنا كائنا انساب خيل فليس ائسنا اني الصلوة -

ترجمہ

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا میں تمہیں سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے کیوں دیکھتا ہوں؟ نماز سکون سے پڑھا کرو۔

تنبیہ

غیر مقلد وہابیو!

اس سے بڑھ کر اور جھڑکی کی کیا ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کرنے کو گھوڑوں کی دموں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

» هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين «

مسئلہ 7

”وتر واجب ہے۔ اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے۔ اور اس کی قضا لازم ہے۔“

مگر غیر مقلد و پایوں کے نزدیک وتر واجب نہیں۔ بلکہ سبب غیر مؤکدہ یعنی نفل ہے۔ چنانچہ وتر واجب ہونے کے ثبوت میں اس ویرث رسول اللہ ﷺ کا حسین کلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۳

ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ الوتر حق على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۴

بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ الوتر واجب على كل مسلم.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر واجب ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۵

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد، ابن حبان اور حاکم نے روایت کی۔

قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔۔۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وتر لازم ہے جو تر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث نمبر ۳۱۶

عبداللہ بن احمد نے عبدالرحمن ابن رافع توفی سے روایت کی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک شام میں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ شامی لوگ وتر میں سستی کرتے ہیں تو آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس بات کی شکایت کی اور پوچھا کہ شام کے لوگ وتر کیوں نہیں پڑھتے؟

فقال معاوية اوجب ذلك عليهم قال سمعت رسول الله ﷺ يقول وادنى ريس عز وجل صلوة هي الوتر فيما بين العشاء الى طلوع الفجر.

ترجمہ

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا وتر واجب ہیں؟ معاذ بن جبل نے کہا ہاں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔۔۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میرے رب عزوجل نے عشاء اور فجر کے درمیان ایک نماز دی ہے، جو کہ وتر ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۷

ترمذی میں حضرت زید بن اسلم سے مرسل روایت ہے۔

قال رسول الله ﷺ من نام عن وتره فليصل اذا اضيق.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو وتر چھوڑ کر سو جائے، وہ صبح کے وقت اس کی قضا کرے۔

حدیث نمبر ۳۱۸

ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد، ابن حبان اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابویوب

انصار کی حد سے روایت کی۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ شرط شیعین پر۔
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْوُتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ ---- جنہو پر اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم (واجب) ہے۔

یہ ۱۴ احادیث کا حسین گلدستہ بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ جبکہ وتر کے واجب ہونے کے ثبوت میں احادیث اس سے زیادہ ہیں۔

خلاصہ کلام

۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ وتر کی نماز نفل نہیں واجب ہے۔ بلکہ وتر کی قضا بھی واجب ہے۔ کیونکہ سرگائدہ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے وتر رات کو رہ جائیں، تو وہ صبح اس کی قضا کرے۔ اور قضا تو صرف فرض و واجب کی ہوتی ہے نفل کی نہیں۔

﴿هَاتُوا بِرِهَانِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

✕

مسئلہ 8

”وتر کی تین رکعت ہیں۔ تین سے کم، یعنی ایک نہیں۔ اور تین سے زیادہ، یعنی پانچ بھی نہیں۔“

مگر غیر مقلد و بالی وتر کی ایک رکعت مانتے ہیں، اور ایک ہی پڑھتے ہیں۔ چنانچہ وتر کی تین رکعت ہونے کے ثبوت میں احادیث رسول اللہ ﷺ کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

”مَنْ قَبِلَ الْوُتْرَ زَعَمَ عِزَّهُ وَشَرَفَهُ“

حدیث نمبر ۴۳۱

نسائی شریف، طحاوی، بطرانی نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔
 قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَسْتَلِمُ إِلَّا هُنَّ الْآخِرَتَيْنِ.

ترجمہ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، سلام نہیں کہتے تھے مگر آخر میں۔

حدیث نمبر ۶۵۵

دارقطنی اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتْرُ الْبَيْتِ كَوُتْرُ الشَّاهِدِ صَلَوةُ الْمَغْرِبِ.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے رات کے وتر تین ہیں۔ جیسے دن کے وتر یعنی نماز مغرب (تین ہیں)۔

حدیث نمبر ۶۵۵

طحاوی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثِ رُكْعَاتٍ .

ترجمہ

بے تک نبی کریم ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

نسائی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک رات میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا آپ رات کو بیدار ہوئے۔ مسواک کی وضو کیا، اور یہ آیت کریمہ تلاوت کی اِنْ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اٰیَةٍ۔ پھر نفل کی دو رکعتیں پڑھیں۔

فَتَوَضَّأَ حَتَّى سَمِعْتَ نَفْخَةَ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ اسْتَاكَ ثُمَّ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ اسْتَاكَ وَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ وَاقْرَأَ بِثَلَاثٍ .

ترجمہ

پھر حضور اقدس ﷺ سو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے خرافوں کی آواز سنی۔ پھر اٹھے اور مسواک کی۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اٹھے اور مع مسواک کے وضو فرمایا اور دو رکعتیں پڑھیں اور تین رکعات وتر پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۹

ترمذی، نسائی، دارمی، ابن ماجہ اور ابن شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِى الْوُتْرِ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ هُنِ رُكْعَةٌ فِى رُكْعَةٍ .

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وتر کی ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورہ (یعنی سبح اسم ربك الاعلى اور قل يا ايها الكافرون اور قل هو الله احد) پڑھتے۔

حدیث نمبر ۱۸۴۱۳

ترمذی شریف، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور امام احمد بن حنبل نے حضرت عبدالعزیز بن جریج عبدالرحمن ابن ابی سے روایت کی۔

قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ بَأَى شَيْءٍ كَانَ يُؤْتِرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَتَوَضَّأُ فِى الْاَوَّلِ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِى الثَّانِيَةِ يَقُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِى الثَّالِثَةِ يَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمَعْوِذَتَيْنِ .

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ وتر میں کیا پڑھتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلى" دوسری میں "قل يا ايها الكافرون" تیسری میں "قل هو الله احد" اور "معوذتین" (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۹

نسائی شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِى الْوُتْرِ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِى الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِى الثَّالِثَةِ يَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَلَا يَسْلَمُ اِلَّا فِى الْاٰخِرِ هُنِ .

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ پیغمبر رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلى" پڑھتے۔ دوسری میں "قل يا ايها الكافرون" پڑھتے۔ تیسری میں "قل هو الله احد" پڑھتے۔ اور سلام ان تین رکعتوں کے آخر میں کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۰

امین ابی شیبہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کی۔

قَالَ اجْعَلِ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْوُثْرِ ثَلَاثًا لَا يَسْلَمُ إِلَّا أَخْرَجَهُمْ.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔ اس پر سارے مسلمان متفق ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ سلام پھیرے قرآن فرمیں۔

حدیث نمبر ۲۱

علاء بن شریف نے حضرت ابو خالد سے روایت کی۔

عَلَّالُ سَأَلَتْ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوُثْرِ فَقَالَ عَلَّمْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ الْوُثْرَ مَثَلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ هَذَا وَلِئِذَا الْغَيْلُ وَهَذَا وَلِئِذَا الْغَيْلُ.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔۔۔ میں نے ابو العالیہ سے وتر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔۔۔ ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام سے یہی جانا کہ بے شک وتر نماز مغرب کی مثل ہیں۔ یہ رات کے وتر ہیں اور وہ (یعنی مغرب کے فرض) دن کے وتر ہیں۔

حدیث نمبر ۲۲

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْبَيْتِيَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَاحِدَةً.

(اس حدیث کو علامہ ذہبی نے تصحیح الراجیح ص ۲۱۰ میں اور حافظ ابن حجر نے درایع مع ۱۱۳ میں اور علامہ بیہقی نے معجم التتاریخ ص ۳۳ میں بیان کیا)

ترجمہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر یہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یعنی اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص ایک رکعت وتر پڑھتے۔

نمبر ۲۳

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْفُزَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلَّى الْوُثْرَ وَاحِدَةً فَقَدْ

(شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ تصحیح ۱۰۱۰ھ۔ مکتبہ الکلیات الدار البیروتیہ) محمد بن کثیر قرطبی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (ایک رکعت) نماز سے منع فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۲۴

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا اجْزَأَتْ رُكْعَةً وَاحِدَةً فَقَدْ

(ابو محمد بن حسن شیبہ متوفی ۱۶۰ھ نے مؤطا، معجم ص ۲۶۹، معجم ترمذی، تصحیح کراچی)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں وتر کی ایک رکعت کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔

حدیث نمبر ۲۵

عَنْ ابْنِ أَبِي نَيْمٍ قَالَ بَلَغَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَعْدًا يُؤْتِرُ رُكْعَةً

فَقَالَ مَا اجْزَأَتْ رُكْعَةً وَاحِدَةً فَقَدْ.

ترجمہ

حضرت ابن ابی نعیم بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت سعد ایک رکعت پڑھتے ہیں تو ابن مسعود نے سخت لہجہ میں ارشاد فرمایا۔ میں وتر کی ایک رکعت کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔ علامہ نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے رفیقِ حق اور خادمِ خصوصی تھے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ جب اپنے نعلین شریف (جو تے مبارک) اتارتے تو انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیتے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے نعلین شریف کی حفاظت اس طریقے سے فرماتے کہ انہیں اپنی آستین میں لپیٹ کر اپنے

سینے سے لگا لیتے۔ اور اپنے دل کو تسکین دیتے۔ اس طرح غلین شریف کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔

جو سر پہ رکھتے کوئل جائے نعل پاک حضور ﷺ
تو ہم کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ایسے رفیق سفر اور خادم خصوصی کہ جنہوں نے اکثر نمازیں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھیں۔ تو جب وہ فرما رہے ہیں کہ ما اجزائے رکت واحدة قط میں وتر کی ایک رکعت نو رکعات فی نہیں سمجھتے۔

اس کے باوجود وہ اپنی الٰہی حدیث کو سمجھ نہ آئی۔

حدیث نمبر ۲۶

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَرَكْتَ الْفَجْرِ. (دواہ مسلم)

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعت سنت سمیت تین رکعت پڑھتے تھے۔ یعنی

۸ رکعت نماز تہجد۔ ۳ رکعت وتر۔ اس کے بعد ۲ رکعت صبح کی سنت۔

حدیث نمبر ۲۷

عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ سَالَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى أَحَدِي عَشْرَةَ رَكْعَةً فَيُصَلِّي أَرْبَعًا وَلَا تَسْأَلُ عَنْ حَسَنَتَيْنِ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا وَلَا تَسْأَلُ عَنْ حَسَنَتَيْنِ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَمَلَّتْ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِتِمَامَ قَبْلِ أَنْ تَوَافِيَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَنَامُ وَلَا يَنَامُ فَتَكُنِي (دواہ مسلم)

(اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ مطبوعہ نور محمد صحیح المطابع الطبعة الثانیہ کراچی میں روایت فرمایا۔ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ نور محمد... میں بیان کیا۔ اور اس حدیث کو امام نسائی نے بھی بیان کیا۔ بحوالہ سنن نسائی ج ۱ ص ۷۵ مطبوعہ نور محمد...)

ترجمہ

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ... انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ ۱۱ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ پس (پہلے) ۳ رکعت نفل پڑھتے۔ (اس طرح کہ) اس کے سن اور طول کی بات مت پوچھو۔ پھر ۳ رکعت نفل پڑھتے۔ (اس طرح کہ) اس کے سن اور طول کی بات مت پوچھو۔ اس کے بعد ۳ رکعت وتر پڑھتے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں۔ تو جواب ارشاد فرمایا کہ اب عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

حدیث نمبر ۲۸

عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُؤْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ الْحِجْرِ.

ترجمہ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا سے حضور انور ﷺ (محرری) کی نماز کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور ۱۳ رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی پہلے) ۸ رکعت (تہجد) پڑھتے۔ پھر (۳ رکعت) وتر پڑھتے۔ اور پھر ۲ رکعت (سنت) پڑھتے۔

حدیث نمبر ۲۹

عَنْ يَحْيَى ابْنِ ابْنِ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ سَالًا غَائِثَةً رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا تِسْعَ
رَكَعَاتٍ فَأَيُّمَا يُؤْتَرُ مِنْهُنَّ. (رواه مسلم)

ترجمہ

تھی ان کی روایت ہے کہ مجھے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی
کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی عمر کی نماز کے بارے
میں پوچھا تو انہوں نے مذکورہ حدیثوں کے علاوہ فرمایا کہ آپ ﷺ نے وتر سمیت
۹ رکعت پڑھیں۔ یعنی نماز ۶ رکعت تہجد اور ۳ رکعت وتر۔

حدیث نمبر ۳۰

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكَعَتَيِ
الْوُتْرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السَّنَنِ الْكَبِيرَةِ
بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ وتر کی
(دو) رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے تھے۔ بلکہ تین مکمل کر کے سلام
پھیلتے تھے۔

(جاء الحق حصہ دوم)

وتر کی ۳ رکعت پر ائمہ دین کے اقوال زیریں

قول اول

عَنِ الْخَشَنِ قَالَ أَخْبَرَنِي الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا

دینی اجداد ہیں۔ (ترجمہ) حسن بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ
تین رکعت ہیں اور اس کی صرف آخری رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے۔
(بحوالہ علامہ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۳ مطبوعہ دار الفکر آن)

قول ثانی

عَنْ شَابِثٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الْخَبَرِ.
(ترجمہ) ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس نے تین رکعت نماز وتر پڑھی۔ آخر
میں سلام پھیرا۔

(بحوالہ علامہ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۳ مطبوعہ دار الفکر آن)

قول ثالث

عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ وَأَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ
مَسْعُودٍ لَا يُسَلِّمُونَ فِي رَكَعَتَيِ الْوُتْرِ. (ترجمہ) ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ
حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ وتر کی دو
رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے تھے۔

(بحوالہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۵ مطبوعہ دار الفکر آن)

قول رابع

عَنِ الْخَشَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا
فِي الثَّلَاثَةِ بِشَرْطِ الْمَغْرِبِ. (ترجمہ) حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن
کعبؓ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ اور مغرب کی طرح تین رکعات کے بعد
سلام پھیلتے تھے۔

(بحوالہ حافظ عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ المصنف ج ۳ ص ۲۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة

۱۱۰۰ھ - شرح صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۳۸۲ فرید بک شال (لاہور باراول)

قولی خامس

علامہ سرخسی حنفی کہتے ہیں۔ اِنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ رَّكَعَاتٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الْخَيْرِ مِنْ عَيْنِنَا۔ وَلَمَّا حَبِثَتْ غَائِظَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَمَا رَوَيْنَا فِي صِفَةِ قِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَعِثَ أَنَّهُ ابْنُ تَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهَا يُتْرَقِبُ وَتُرْسَوْنَ اللَّهُ ﷺ فَدَكَّرْتُ أَنَا الْوُتْرَ ثَلَاثٌ رَّكَعَاتٍ قَرَأَ بِسْمِ الْأُولَى سُبْحَ اسْمِ ذَلِكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ بِأَيُّهَا السَّكَابِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُنْتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَهَكَذَا ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَمِيعَ بَابِ عَيْنِ خَالِيَةِ مَيْمُونَةَ يُتْرَقِبُ وَتُرْسَوْنَ اللَّهُ ﷺ۔ وَلَمَّا رَأَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعْدًا يُؤَيِّرُ بِرُكْعَةٍ فَقَالَ مَا هَذَا التَّيْبِرَانِ؟ وَابْنُ قَالَ ذَلِكَ لِأَنَّ الْوُتْرَ اِشْتَهَرَ أَنْ تُنْفَى عَنِ التَّيْبِرَاءِ وَقَالَ ابْنُ تَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَلَّمَ وَأَسَلَّمَ مَا اخْرَأَتْ رُكْعَةً وَاحِدَةً قَطُّ۔ وَلَا تَنْتَ تَوَاجَزُ الْإِخْفَاءَ بِرُكْعَةٍ فِي شَيْءٍ مِنْ التَّسْبِؤَاتِ لِمَدْحٍ فِي الْفَخْرِ قَضَى النَّسَبُ السَّعْرُ۔

(ترجمہ) "وتر کی تین رکعات ہیں۔ جس میں ہر سے نو رکعت صرف آخری رکعت کے بعد سلام پہنچا جائے۔ ہمارے دیکھنے والے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ حبیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ جس کو ہم قیام رسول اللہ ﷺ کی صفت میں (پہلے) بیان کر چکے ہیں۔ (اس میں یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ ۸ رکعات پڑھنے کے بعد ۳ رکعت وتر پڑھا کرتے تھے)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے وتر کا مشاہدہ کریں۔ تو انہوں نے آکر بتایا کہ حضور ﷺ نے وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔ پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك اعلى" پڑھی۔ دوسری رکعت میں "قل یا ایہا فرعون ایزد منی" پڑھی۔ تیسری رکعت میں "قل هو الله احد" پڑھی۔ اور رکوع میں جانے سے پہلے "سے قنوت" پڑھی۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (جو حضور ﷺ کے سگے بچے) نے بتایا کہ انہوں نے اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ

ہا کے گھر محض رسول اللہ ﷺ کے وتر کے مشاہدے کیلئے رات گزار دی۔۔۔۔۔

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سعد کو ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا کہ یہ تم کیسی ذمہ کنی نماز پڑھتے ہو۔ دو گنا نہ پڑھو (یعنی اس ایک کے ساتھ دو اور ملاؤ۔ چار تین رکعات پڑھو)۔ ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس لئے کہی۔ کیونکہ وتر کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ حضور اقدس ﷺ نے ذمہ بدیدہ (ذمہ کنی، ذمہ کنی ایک رکعت وتر) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ قسم بخدا میں ایک رکعت نماز کو ہرگز کافی نہیں جانتا۔ اور اسی لئے بھی (وتر کی ایک رکعت جائز نہیں) کہ اگر ایک رکعت نماز شروع ہوتی تو فرقہ کے بعد سے فجر کی نماز کو قصر کر کے ایک رکعت نماز کی اجازت ہوتی۔"

وتر کی تین رکعتوں کے ثبوت میں بہت سی احادیث اور اقوال امہ دین علیہم السلام موجود ہیں۔ مگر ۳۰ احادیث اور ۱۵ اقوال کا یہ حسین و جمیل گلدستہ بطور نمونہ پیش کیا گیا۔

خلاصہ کلام

ان پیش کردہ احادیث اور اقوال امہ دین سے یہ واضح ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وتر کی تین رکعات پڑھنے پر عمل رہا۔ اور اسی پر سب مسلمان متفق رہے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ہوں۔ کیونکہ اگر وتر ایک رکعت ہوتی تو چاہیے تھا کہ کوئی فرض نماز بھی ایک رکعت ہوتی۔ حالانکہ کوئی نماز ایک رکعت نہیں۔ فرض تو فرض رہے کوئی نفل اور سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ بھی ایک رکعت نہیں۔ فرض نماز دو رکعت ہے جیسے نماز فجر۔ یا چار رکعت ہے جیسے نماز ظہر، نماز عصر اور نماز عشاء۔ یا تین رکعت ہے جیسے

نماز مغرب۔ اسی طرح اگر ایک رکعت ممکن ہوتی تو لازمی طور پر سفر کی وجہ سے نماز فجر کی قصر ایک رکعت پڑھی جاتی۔ چنانچہ یہ معلوم ہوا کہ نماز کا ایک رکعت ہونا نہ صرف اسلامی قانون کے خلاف ہے، بلکہ بعید از عقل بھی ہے۔ ایک رکعت نماز وتر نامکمل ہے۔ ناقص ہے اور..... سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور اجراء امت سب کے خلاف ہے۔

چیلنج

تذکرۃ احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" اور دوسری رکعت میں "قل یا ایہا الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل هو اللہ احد" پڑھا کرتے تھے۔ ان تمام روایات میں مسلسل تین رکعتوں کا اور ہر رکعت میں صفحہ ۱۱۰ سورۃ کے پڑھ جانے کا ذکر ہے۔

غیر مقلد و بائی یہ بتائیں کہ

اگر نماز وتر ایک رکعت ہوتی۔ تو حضور اکرم ﷺ یہ سورتیں کیسے پڑھتے تھے؟

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

❧

مسئلہ 9

"نماز وتر کی آخری رکعت میں، قرأت کے بعد، رکوع سے پہلے دعائے

قنوت ہمیشہ پڑھنا سنت ہے۔ جبکہ اس کے خلاف کرنا سخت برا ہے۔"

مگر غیر مقلد و بائی ہمیشہ (یعنی ہر روز، تمام سال) دعائے قنوت پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ صرف ماہ رمضان کی آخری چند تاریخوں میں پڑھنا درست سمجھتے ہیں۔ جو کہ براہِ ناطق ہے۔

دعائے قنوت نماز وتر کی آخری رکعت میں، قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے تمام سال پڑھنے کے ثبوت میں احادیث نبویؐ کا خوبصورت کلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۱

دارقطنی اور شعبی نے حضرت سید ابن عقیلہؓ سے روایت کی۔

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يَقُولُونَ قُنُوتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ الْوُتْرِ وَ كَانُوا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ سے سنا۔ وہ سب حضرات فرماتے تھے کہ حضور ﷺ وتر کی آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ اور تمام بھی پڑھیں یہی عمل کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۱۳

ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰؑ سے ائمہ اربعہ سے روایت کی۔

اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِيْ اٰخِرِ وُتْرِهِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ اَلْحَمْدُ

ترجمہ

وہیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری رکعت میں یا اللہ اللہم اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ۔
آخر تک پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۷

عَنْ اَبِیْ اَبْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْزُ بِثَلَاثٍ وَخَمْسَاتٍ كَانَ يَقْرَأُ فِیْ الْاَوَّلِیِّ بِسْمِیْهِ اَلْاَوَّلِیِّ وَفِیْ الثَّانِیَةِ بِقُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ وَفِیْ الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَیَقْنُثُ فِی الْاَوَّلِیِّ

(بحوالہ سنن نسائی ج ۵ مطبوعہ دار محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

ترجمہ

حضرت ابی ابن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ جس کی پہلی رکعت میں سورہ اسم ربک اعلیٰ دوسری میں قل والیہا کفر و تیسری رکعت میں قل هو اللہ احد اور رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

نوٹ: اس روایت سے معلوم ہے کہ سرکارِ دو عالم نماز وتر کی تیسری رکعت کی قرأت کے بعد درودِ تیسرے کے قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

عَنْ اَبِیْ اَبْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنُثُ فِی الْوُتْرِ فِی الْاَوَّلِیِّ

(سنن ابوداؤد ج ۲ مطبوعہ بیروت دار الطبیعہ الشریعہ ۱۳۰۵ھ)

ترجمہ

حضرت ابی ابن کعبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۹

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقْنُثُ فِی الْوُتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ

(بحوالہ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ المصنف ج ۲ ص ۳۰۲ مطبوعہ دار الفکر)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰

امام محمد نے آثار میں اور حافظ ابن خضر و محدث نے امام ابو حنیفہؒ سے، انہوں نے حضرت حماد سے، انہوں نے حضرت ابراہیمؒ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی۔

اِنَّهُ كَانَ يَقْنُثُ السَّنَةَ خَلْفًا فِی الْوُتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ

ترجمہ

وہیک آپ ﷺ نماز وتر میں رکوع سے پہلے تمام سال دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

نوٹ: ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ دعائے قنوت

- ۱۔ نماز وتر کی آخری (یعنی تیسری رکعت) میں،
- ۲۔ قرأت کے بعد،

۳۔ رکوع سے پہلے اور

۴۔ سارا سال پڑھنی چاہیے۔

دعائے قنوت نماز وتر میں رکوع سے پہلے اور سارا سال پڑھنے کے ثبوت میں

اقوال صحابہؓ اور اقوال ائمہ دین

قول اول

قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَسْعُودَةَ الْقَنُوتِ فِي الْوُتْرِ فِي السَّنَةِ كُنْيَا وَخَسَرَ الْعَنُوتَ
فَقِيلَ الرَّكْعَةُ - (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود... تمام سال قنوت کو شروع قرار
دیتے تھے اور ان کا مسلک تھا کہ رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ لی جائے۔
(بحوالہ جامع ترمذی ص ۹۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

قول ثانی

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَنَتَ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ
الرَّكْعَةِ - (ترجمہ) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما نماز وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے۔
(بحوالہ المصنف ج ۲ ص ۳۰۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن ۱۴۰۶ھ)

قول ثالث

عَنِ عُلَيْقَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقْنُتُونَ
فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ - (ترجمہ) علقہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور
دیگر صحابہ کرامؓ وتر میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ (حوالہ سابقہ)

خلاصہ کلام

ان تمام احادیث اور اقوال صحابہ کرامؓ میں یہ کہ... حضور اقدس ﷺ اور ان
کے صحابہ نے صرف آخری نصف رمضان میں دعائے قنوت پڑھی ہے اور آخری نصف
رمضان کے سوا باقی تمام سال دعائے قنوت نہیں پڑھی... کہیں بھی مذکور نہیں۔ بلکہ سیدنا
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے صراحۃً منقول اور ثابت ہے کہ سرکارِ دو عالم
ﷺ اور ان کے صحابہؓ سارا سال نماز وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع
سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

طَهَاتُوا بِرَهَانِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

❧

مسئلہ 10

”وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں بالخصوص نماز فجر میں قنوت پڑھنا سخت منع ہے۔“
ملک غیر مقلد و ہابی (جو کہ) وتر میں تو (ماہ رمضان کی آخری چندہ تاریخوں کے
سوا) دعائے قنوت نہیں پڑھتے۔ البتہ نماز فجر کی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے
قنوت ہمیشہ پڑھتے ہیں جبکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ دعائے قنوت فجر کی دوسری رکعت میں
چند روئے پڑھی۔ اس کے بعد ترک فرمادی۔ اور پھر کبھی نہ پڑھی۔

چنانچہ اس باب میں نماز فجر کی دوسری رکعت میں دعائے قنوت کے منسوخ ہونے
کے بارے میں کلمہ: احادیث و پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۵۱

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَمَّا قُنُوتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا اللَّهُ كَانَ يَفْعَلُ أَنَاثًا يُعَالِ نَهُمُ
الْقُرْآنَ سَبْعُونَ رَجُلًا فَأَصَابُوا قُنُوتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ
الرَّكَوعَ شَهْرًا يُدْعُو عَلَيْهِمْ (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے قنوت صرف ایک ماہ پڑھی۔ آپ ﷺ نے مترجم کا یہ کو جو
قارئ قرآن تھے ایک جگہ تبلیغ کیلئے بھیجے وہ شبید کر دیئے گئے۔ تو حضور
اقدس ﷺ نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد ان کفار پر بدعا فرماتے ہوئے
قنوت پڑھی۔

نوٹ: ایک ماہ کی قید سے معلوم ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ فعل شریف ہمیشہ کیلئے نہ
تھا۔ بلکہ نذر کی وجہ سے صرف ایک ماہ رہا۔ اس کے بعد منسوخ ہو گیا۔

حدیث نمبر ۳

طحاوی شریف نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
قَالَ قُنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يُدْعُو عَلَى رَعْلٍ وَذَكَوَانٍ
فَلَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ تَرَكَ الْقُنُوتَ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے صرف ایک ماہ دعائے قنوت پڑھی (اور عرب
کے بعض قبیلوں) رعل اور ذکوان (وغیرہ) پر بدعا فرمائی۔ جب حضور ﷺ غالب
آگئے تو۔ تَرَكَ الْقُنُوتَ۔ یعنی قنوت چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۵۲۲

ابوداؤد نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُنُوتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ.

ترجمہ

نبین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ قنوت پڑھی۔ پھر چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۸۵۶

امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ نے حضرت ابو مالک اشجعی سے روایت کی۔
قَالَ قُنْتُ لَابِسَ يَابِتَ اُنْكَ قَدْ ضَلَّيْتُ خَلْفًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَابَسَ بَخْرَ وَغَضَّ وَغُلْمَانٍ وَعَلَى شَهْرًا مَالِكُوفَةً فَنُحُوا مِنْ خَمْسِ سَنِينَ
كَانُوا يَمْنُونُونَ قَالَ يَابِسُ هَذَا مُحَدَّثٌ.

ترجمہ

حضرت ابو مالک اشجعی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا۔ اباجی! آپ
نے حضور اقدس ﷺ اور حضرات ابو ہریرہ و عثمان رضی اللہ عنہما کے پیچھے تقریباً پانچ
سال نمازیں پڑھی ہیں۔ کیا یہ حضرات قنوت پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ
بیشک بدعت ہے۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ قنوت نماز فجر میں سنت کے ہاں اکل خلاف ہے۔ اور بدعت
سیکھ ہے۔ (جاء الحق ج ۲ ص ۸۷)

حدیث نمبر ۱۰ تا ۱۲

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔

وَمَنْ يَتَوَلَّى مِنْ بَعْضِ صَلَواتِهِ اللّٰهُمَّ الْغَنِّ قَلْدًا وَقَلْدًا لَا حَيْدَ مِنَ الْغَرَبِ
حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

ترجمہ

حضور انورؐ اپنی بعض نمازوں میں فرمایا کرتے تھے کہ خدا یا قائل فلاں عرب
کے بعض قبیلوں پر لعنت کر۔ یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَيْسَ لَكَ
مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

نوٹ: اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

- ۱۔ دعائے قنوت فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے۔
- ۲۔ حدیث قرآن پاک سے منسوخ ہو سکتی ہے۔ کہ اگر نماز فجر میں دعائے
قنوت پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، تو اس کا نسخ قرآن پاک سے ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

ابو محمد بخاریؓ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ سے انہوں نے عطیہ عوفی سے
انہوں سے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَقْسُثْ إِلَّا أَنْ يَعْنِيَنَ فَوْماً يَدْعُو عَلَى
عُصْبَةٍ وَذَكَوَانِ ثُمَّ لَمْ يَقْسُثْ لِي أَنْ مَاتَ

ترجمہ

انہوں نے حضور پاکؐ سے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے چالیس دن
کے سو قنوت نہیں پڑھی۔ ان چالیس دن میں آپؐ نے (عرب کے بعض

قبیلوں) حصیہ اور ذوان (وغیرہ) پر بدعا فرمائی تھی۔ پھر وفات تک بھی آپؐ
نے (نماز فجر میں) قنوت نہیں پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۲

حافظہ ظہیر بن محمدؓ نے اپنی مشد میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی۔

عَنِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ عَنْ ابْنِ عِيَّاشٍ عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ لَمْ يَقْسُثْ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْعَرِ الْأَشْهُرَ وَاحِدًا لِأَنَّهُ تَحَارَبَ الْمُشْرِكِينَ
فَقَسَّطَ يَدْعُو عَلَيْهِمْ

ترجمہ

امام اعظمؒ نے ابن عیاشؓ سے روایت کیا۔ وہ ابراہیمؓ سے۔ اور ابراہیمؓ
لنگھی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
ؓ نے کہا کہ حضور اقدسؐ نے نماز فجر میں کبھی قنوت نہیں پڑھی۔ سوائے
ایک مہینہ کے۔

واقعہ میر معونہ

غزوہ احد کے چار ماہ بعد صفر کے مہینہ ۳ھ میں ابو براءؓ جو قبیلہ کلاب کا رئیس
تھا۔ مدینہ طیبہ میں سرکارِ دو عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپؐ
اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت اہل نجد کی طرف روانہ کریں جو انہیں اسلام قبول کرنے کی
دعوت دے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اِنِّیْ اَخْشِیْ حَنِیْئَہٗ اَقْلَ السُّجْدِ مَحْجَہٗ اَلْمَدِیْنِہِ
ہے کہ اہل نجد ان کو نقصان پہنچائیں گے۔ اس نے کہا کہ میں آپؐ کے صحابہؓ کو اپنی پناہ
دیتا ہوں۔ کسی کی مجال نہیں کہ انہیں کوئی نقصان پہنچائے۔ چنانچہ پیغام حق پہنچنے کیلئے
حضورؐ نے اپنے جلیل القدر صحابہؓ میں سے ستر افراد ابوبراءؓ کے ساتھ کر دیے۔ یہ
لوگ نہایت مقدس اور ویش اور قاری قرآن تھے۔ ان میں سے اکثر اصحابِ مقہورؓ

میں سے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ ان نجر کو بیاں چلتے، شام کو فروخت کر کے بچے اسباب
علاقہ کی نذر کرتے اور بچہ اپنے پاس رکھ لیتے۔

اللہ تعالیٰ کے محض بندوں کا یہ گروہ ہے۔ اہل نجد کے تاریک دلوں کو نور توحید
سے منور کرنے کی نیت کر کے ابو براء کی معیت میں روانہ ہوا۔ آخر یہ قادیانہ نامی
کنوئیں کے پاس جا کر اترے۔ یہ کنواں بنی عامر قبیلہ کے علاقہ اور بنی سلیم کے حرہ کے
درمیان واقع ہے۔ (حرہ سے مراد پتھر پلہ میدان ہے کہ جہاں سیاہ پتھروں کے
چھوٹے ٹکڑے بکھرے ہوئے پڑے ہوتے ہیں)۔ یہاں فروکش ہو کر انہوں نے
حضرت حرام بن ملحانؓ کو اس قبیلہ (بنی عامر) کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس بھیجا
تا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا مکتوب گرامی اسے پہنچائیں۔ اس بد بخت نے آپ ﷺ کے
مکتوب کو پڑھنا بھی گوارہ نہ کیا اور اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ اس نے چپکے سے آکر
پشت کی طرف سے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا نیزہ گھوپ دیا، جو ان کی
چھاتی چھیدتا ہوا باہر نکل آیا۔ تو حضرت حرام بن ملحانؓ کی زبان سے عیساخت یہ
جملہ نکلا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَزَبْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبَّحَانِ۔ کہہ کی رب کی
تسبیح! میں نے اپنی زندگی کی بازی جیت لی۔ (سمجھان اللہ کس قدر پختہ ایمان ہے)۔ یہ
حضرت حرام بن ملحانؓ حضرت انسؓ کے ماموں تھے۔ آپؓ کو شہید کرنے
کے بعد عامر بن طفیل نے اس پاس کے جو قبائل تھے (یعنی غصیہ، رغل اور ذکوان) سب
کی طرف آدمی دوڑا دیے کہ تیار ہو کر آجائیں۔ ایک بڑا لشکر تیار ہو گیا۔ مسلح ہو کر
مضی بھر مسلمانوں پر حملہ بول دیا۔ مسلمان اطمینان سے اپنے خیموں میں محو گفتگو تھے۔
ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہاں کے لوگ ان کے ساتھ ایسی غداری کریں
گے۔ چنانچہ جب ان قبائل کو لگی تلواریں لہراتے، نیزے تانے اپنی آتے ہوئے دیکھا،
تو مسلمانوں نے بھی اپنی تلواریں بے نیام کر لیں اور ان کے ساتھ مقابلے کیلئے تیار
ہو گئے۔ لیکن اس سیکڑوں حملہ آوروں نے ان مبلغینؓ میں سے کسی کو معاف نہ کیا۔

ب کو شہید کر دیا۔

سرکارِ دو عالم کو جب اس المناک سانحہ کی اطلاع ملی، تو حضور کو انتہائی دکھ ہوا اور
ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں رغل، ذکوان اور غصیہ قبائل کے جنہوں نے اللہ اور اس کے
رسول مقبول کی نافرمانی کی، کیلئے بد دعا فرماتے ہوئے قنوت پڑھی۔ اور جب یہ آیت
سریدہ نازل ہوئی۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔ تو آپ ﷺ نے نماز فجر میں قنوت موقوف
فرمادی۔

امام طحاوی کی تحقیق

امام طحاوی نے شرح معانی الآثار کے صفحہ ۱۴۲ سے صفحہ ۱۴۹ تک آٹھ صفحات میں
نماز فجر میں دعائے قنوت پر بحث کی۔ اور حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود،
حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کی سند کے ساتھ صحیح روایت سے ثابت کیا ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھی۔ پھر جب لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (سورۃ
آل عمران پارہ ۴) نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے قنوت پر حقی ترک فرمادی۔ اس کے بعد
پھر کبھی کسی (فرض) نماز میں قنوت نہیں پڑھی۔

(بحوالہ امام جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۴۹ مطبوعہ مطبعہ کتب خانہ پاکستان لاہور)

خلاصہ کلام

تمام فقہاء کا۔ 'حالت جنگ ہو یا غیر حالت جنگ ہو وتر میں قنوت پڑھنے
پر اتفاق ہے۔ جبکہ وتر کے غیر میں (یعنی نماز وتر کے علاوہ دوسری نمازوں میں) محض
حالت جنگ میں حضور ﷺ سے قنوت ثابت ہے۔ اور وہ بھی آیت کریمہ لَيْسَ لَكَ مِنَ
الْأَمْرِ شَيْءٌ نازل ہونے کے بعد ترک فرمادی۔ اس آیت کے نزول کے بعد پھر کبھی
قنوت کا پڑھا جاتا ثابت نہیں۔ اس طرح وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں دعائے قنوت کی نفی

ہوگئی۔ تو جب وتر کے غیر میں نفی ہوگئی، تو معلوم ہوا کہ قنوت صرف نماز وتر کے سبب سے ہی پڑھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اسکا اور کوئی سبب نہیں۔

المختصر

ہمارے اس بیان سے ثابت ہوا کہ قنوت صرف نماز وتر کے ساتھ مخصوص ہے۔ نماز وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں (حالت جنگ یا غیر حالت جنگ ہو) بالکل خلاف سنت ہے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

ۛ

مسئلہ 11

”مرد کیلئے سنت یہ ہے۔ کہ دونوں التحتیات میں داہنا پاؤں کھڑا کرے، اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔ جبکہ عورت دونوں پاؤں دفنی جانب نکال دے، اور سرین زمین پر رکھے“

ملک غیر مقلد و داہنی اس کے خلاف کرتے ہیں۔ پہلی التحتیات میں مردوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ جبکہ دوسری التحتیات میں عورتوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ جو کہ سراسر سنت کے خلاف ہے۔ چنانچہ دونوں التحتیات میں داہنا پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنے کے ثبوت میں گلدستہ احادیث پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱

مسلم شریف نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ایک طویل حدیث نقل کی۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔
وَكُلٌّ يَغْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيُنْصَبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

ترجمہ

آپ ﷺ اپنا بائیں پاؤں بچھاتے تھے۔ اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۲۲

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔
قَالَ اِنَّمَا السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ اَنْ تُنْصَبَ رِجْلُكَ الْيُمْنَى وَتُكْسَى الْيُسْرَى
زَادَ النَّسَائِيُّ وَاسْتَقْبَالَه بِاصْبَعِهَا الْقَبِيلَةَ.

ترجمہ

سنت یہ ہے کہ اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پاؤں بچھائے۔ نسائی نے اس پر

زیادہ یہ کیا کہ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرے۔

حدیث نمبر ۷۳۴

بخاری شریف، امام مالک، ابوداؤد اور نسائی نے سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

اِنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ يَتَوَضَّعُ فِي الصَّلَاةِ اِذَا جَلَسَ فَكَانَ قَدَمُهُ
وَإِذَا يَوْمُئِذٍ حَدِيثُ النَّسَنِ فَتَنَاهُ عَبْدُ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ سُنَّةُ الصَّلَاةِ
أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتُكَلِّمَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى فَقُلْتُ لَهُ أَتُكَلِّمُ
ذَلِكَ أَنْ رِجْلِي لَا تَخْتَلِفَانِي.

ترجمہ

جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نماز میں چہار زانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بھی ایسے ہی بیٹھا۔ اس وقت میں نو عمر تھا۔ (میرے والد محترم) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے منع فرمایا۔ اور کہا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ تم اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرو اور بائیں پاؤں بچھاؤ۔ میں نے کہا کہ آپ تو یہ کرتے ہیں (یعنی چہار زانو بیٹھتے ہیں)۔ تو انہوں نے فرمایا (میرے چہار زانو بیٹھنے کی وجہ یہ ہے) کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے (یعنی معذوری ہے)۔

حدیث نمبر ۹۳۸

ترمذی شریف اور طبرانی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

فَإِنْ قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ فَلْتَ لَا تَخْطُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَلَسَ يَفْعَلُ لِلنَّشْءِ افْتِرَاشَ رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ
الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

ترجمہ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں مدینہ آیا تو میں نے (دل ہی دل

میں اپنے آپ سے) کہا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھوں گا۔ (چنانچہ میں نے دیکھا کہ) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (یعنی التحیات کیلئے) بیٹھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بائیں پاؤں بچھا دیا۔ اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھ دیا۔ اور دائیں پاؤں کھڑا کر دیا۔

حدیث نمبر ۱۰

طحاوی شریف نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اِنَّهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ اِذَا جَلَسَ اَلرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ اَنْ يُمَلِّشَ قَدَمَهُ
الْيُسْرَى عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَجْلِسَ عَلَيْهَا.

ترجمہ

آپ مستحب جانتے تھے کہ مرد اپنا بائیں پاؤں زمین پر بچھائے اور اس پر بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۱

ابوداؤد نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى
حَتَّى يَسُوذَ ظَهْرُ قَدَمِهِ.

ترجمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے، تو اپنا دائیں پاؤں بچھاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف کی پشت سیاہ ہوگئی۔

حدیث نمبر ۱۲

بیہقی شریف نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث نقل فرمائی۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَإِذَا جَلَسَ فَلْيَنْصِبْ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَالْيُسْرَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى.

ترجمہ

جب نمازی نماز میں بیٹھے، تو اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پاؤں بچھائے۔

طحاوی شریف نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغُلْتُ لَا خِطْلُ
صَلْوَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا قَعَدَ لِلشَّهَادَةِ قَرَشَ
رِجْلَهُ الْيَسْرَى ثُمَّ قَعَدَ عَلَيْهَا.

ترجمہ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کے پیچھے یہ سوچ کر نماز پڑھی
کہ حضور ﷺ کی نماز (کا طریقہ) یاد کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ
التحیات کیلئے بیٹھے، تو آپ ﷺ نے پایاں پاؤں بچھایا اور پھر اس بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۴

طحاوی شریف نے حضرت ابو حمید ساعدی سے ایک طویل حدیث روایت کی۔ جس
کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَمَاذَا قَعَدَ لِلشَّهَادَةِ أَضَجَّ رِجْلَهُ الْيَسْرَى وَنَضَبَ الْيَمْنَى عَلَى حَذْرٍ
وَيَنْشَهُدُ.

ترجمہ

حضور اکرم ﷺ جب التحیات کیلئے بیٹھے، تو آپ ﷺ نے اپنا پایاں پاؤں (نیچے)
بچھا دیا۔ اور دایاں پاؤں اس کے سینے پر کھڑا کیا۔ (پھر) التحیات پڑھی۔

نوٹ: ان چودہ احادیث کے علاوہ دیگر بہت سی احادیث ہیں کہ جن سے نماز میں بیٹھے
کیلئے دایاں پاؤں کھڑا کرنا اور پایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا ثابت ہے۔

فقہاء کرام کے نزدیک

احناف کے نزدیک نماز میں بیٹھنے کی تمام صورتوں میں سنت طریقہ یہی ہے کہ دایاں

پاؤں کھڑا کیا جائے اور پایاں پاؤں بچھا لیا جائے۔ جیسا کہ اس باب کے اندر مسلم شریف کی
اس حدیث حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے۔

امام مالک کے نزدیک بیٹھنے کی تمام صورتوں میں تو رک (یعنی پایاں پاؤں نیچے
نہ کر کرین پر بیٹھنا) سنت ہے۔۔۔۔۔ امام شافعی کے نزدیک پہلے قعدہ میں تو رک
نہ بیٹھنے اور دوسرے قعدہ میں تو رک کے ساتھ بیٹھنے۔۔۔۔۔ جبکہ امام احمد بن حنبل کے
زادیک مجدد کے بعد بیٹھنے کا طریقہ احناف کے مطابق ہے۔ (بہاولہ شرح نووی مسلم
ج ۱ ص ۱۹۵ اعظام نووی)

امام ابن قدامہ لکھتے ہیں۔

انستہ ان يحسن بين السجدة تين مفتوشا وهوان يثنى رجله اليسرى فليسنهها
ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويخرجها من تحته ويجعل بطن اصلها على
الارض معتمدا عليها لتكون اطراف اصبعها الى القبلة قال ابو حميد في سنة سنة
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ثني رجله اليسرى وقعد عليها ثم احسن حتى رجع
كل عظمه في ثم هو ساجد وفي حديث النسي صلى الله عليه وسلم رونه عائشة
وكان يفرش رجله اليسرى وينصب اليمنى - متفق عليه - (ترجمہ) نماز میں بیٹھنے کا
مستحسن طریقہ یہ ہے کہ دو جہدوں کے درمیان یہ بچھا کر بیٹھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پایاں
پاؤں موڑ کر بچھائے اور اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں اس طرح نیچے کھڑا کرے کہ اس کی
انگلیاں زمین پر قبضہ کی طرف جھکی رہیں۔ ابو حمید نے حضور اکرم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان
کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ پایاں پاؤں توڑا اور اسے (نیچے) بچھا کر اس پر بیٹھتے اور
بالکل سیدھے بیٹھتے۔ حتیٰ کہ ہم بڑی اپنی جگہ پر آ جاتی۔ پھر اس کے بعد دوبارہ جہد کرتے
تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نماز کی صفت بیان فرمائی۔ اس
میں بھی یہی کہ حضور ﷺ اپنا پایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا کرتے۔ (یہ حدیث
بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہے)

اور جہاں تک تعلق ہے تو رک (پایاں پاؤں نیچے نہ کر کرین پر بیٹھنا) والی

حدیث کا امام بخاری نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اس کو صحت کی تقدیر یعنی کبریٰ (بڑھاپے) پر محمول کیا ہے۔

خلاصہ کلام

ان تمام روایات اور فقہاء کرام کی آراء سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نماز میں بیٹھنا صحیح سنت طریقتہ یہی ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے اور بایاں پاؤں نیچے بچھا کر بیٹھا جائے۔ اور جس حدیث میں تورتک کے ساتھ بیٹھنے کا ذکر ہے اس کو امام بخاری نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور کبریٰ (بڑھاپے) پر محمول کیا ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ تورتک کے ساتھ اس سے بیٹھے ہیں کہ بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے تورتک (یعنی دونوں پاؤں دائیں جانب نکال کر سر زمین پر بیٹھنے) کا میری امت کیلئے جواز بن جائے۔ اس لئے یہ حدیث کبریٰ یا عذر پر محمول ہے۔

ترجمہ: ہاتھو! برہانکم ان کنتم صادقین

X

مسئلہ 12

”نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ پڑھنا منع ہے اور خلاف سنت ہے۔“

مگر غیر مقلد و ہابی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا تلاوت کی نیت سے پڑھنا واجب جانتے ہیں۔ چنانچہ ہم نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے نہ پڑھنے کے ثبوت میں گلدستہ احادیث پیش کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱

یعنی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ باب ۱۵۴ الفاتحہ علی الجنازہ میں ہے۔

وَمَنْ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
وَعَلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابُو هُرَيْرَةَ وَمِنْ التَّبَعِينَ عَطَاءُ وَ
طَاوُسُ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَابْنُ سِيرِينَ وَسَعِيدُ بْنُ جَبْرِ
الشَّعْبِيُّ وَالحَكَمُ بْنُ ابْنِ الْمُنْذِرِ وَابْنُ مَجَاهِدٍ وَحَمَادُ بْنُ ثَوْرٍ وَابْنُ
مَالِكٍ فَزَادَ الْفَاتِحَةَ لَيْسَتْ مَعْمُولًا بِهَا مِنْ بَلَدٍ نَافَرَتْ صَلَاةَ الْجَنَازَةِ.

ترجمہ

اور جو حضرات نماز جنازہ میں تلاوت نہ کرتے تھے اور اس کا انکار کرتے تھے۔ ان میں حضرت عمر ابن خطاب، علی ابن طالب، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ہیں اور تابعین میں سے حضرت عطاء طاؤس، سعید بن مسیب، محمد بن سیرین، سعید بن جبیر، امام شعبی اور حکم ہیں۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ یہی قول حماد ثوری اور مجاہد کا ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر (مدینہ منورہ) میں نماز جنازہ کے اندر سورۃ فاتحہ پڑھنے کا کوئی رواج نہیں۔

حدیث نمبر ۲

مَوْطًا اِمَامٌ مَالِكٌ مِّنْ بِرَوَايَتٍ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ هـ۔

اِنَّ ابْنَ عُمَرَ وَضَعَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَلِمًا لَا يَفْرَقُ فِي الصَّلٰوةِ (فتح القدیر)

ترجمہ

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں تلاوت قرآن پاک نہ کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳

عَمَّنْ سَنَلْ اِبَاهُ رُوِيَةً كَيْفَ يَصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ ابُو هُرَيْرَةَ اَنَا لِعَمْرٍكَ الْخَيْرُ كَ اتَّبَعْتُهَا مِنْ عِنْدِ غُلَامٍ هَذَا وَضَعْتُ كَبْرُوتَ وَحَدَّثْتُ النَّبِيَّ وَصَلَّيْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ اَقْوَى اَللّٰهُمَّ غَبَدُكَ وَاَبْنُ غَبَدِكَ وَاَبْنُ اَمَّتِكَ كَانَ يَشْهَدُ۔ (فتح القدیر)

ترجمہ

روایت ہے اس سے کہ جس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں، تو آپ نے فرمایا تمہاری عمر کی قسم میں بتاتا ہوں..... میں میت کے گھر سے اس کے ساتھ جاتا ہوں۔ جب میت رکھی جاتی ہے، تو تکبیریں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد، اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔ پھر یہ دعا پڑھتا ہوں..... اَللّٰهُمَّ تَبَارَكْتَ تَبَارَكَ جَوْثِرُكَ لَعَلَّاهُ بَدَّعَ اور تیری فلاں بندی کا بیٹا ہے تو حید و رسالت کی گواہی دیتا ہے۔

”غور کیجئے! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی اس حدیث میں نماز جنازہ کے اندر حمد، درود شریف اور دعا کا ذکر تو ہے مگر تلاوت قرآن پاک کا ذکر بالکل نہیں۔ معلوم ہوا..... کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نماز جنازہ میں تلاوت قرآن پاک نہیں کرتے تھے۔“

(مورخہ ۲۳ دسمبر ۲۰۰۱ء)

یہاں تک اس کتاب کا مسودہ منگلا کی مرکزی کتاب خانہ جامع مسجد محمدیہ نورانیہ منگلا کالونی میں

پیشہ کر رکھا گیا۔ اور الحمد للہ اس مسجد میں میں نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف کی ہیں۔

- ۱۔ ”فضائل صلوٰۃ و سلام“ صفحات ۳۲۸۔ موضوع: درود شریف کی فضیلت
- ۲۔ ”فضائل میلاد مصطفیٰ ﷺ“ صفحات ۶۰۸۔ موضوع: میلاد النبی ﷺ کی فضیلت
- ۳۔ ”اربعین فی فضائل علم دین“ صفحات ۱۵۰۔ موضوع: علم دین کی فضیلت
- ۴۔ ”قانونیہ جلالیہ“ صفحات ۲۸۸۔ موضوع: علم صرف کے ۶۱ قوانین کی شرح۔
- ۵۔ ”مرآت العوائل شرح مائتہ عامل“ موضوع: شرح مائتہ عامل کا اردو ترجمہ تشریح اور اہد و ترکیب۔

- ۶۔ ”فضائل اعتکاف“ صفحات ۴۸۔ موضوع: اعتکاف کے فضائل اور مسائل۔
- ۷۔ ”فضیلت شب برکت“ شب برکت کی فضیلت اور نوافل۔
- ۸۔ ”ندائے یارسول اللہ ﷺ“ یا رسول اللہ ﷺ کہنے کا ثبوت۔
- ۹۔ ”بیعت طریقت“ بیعت کی ضرورت اور مرشد کامل کے اوصاف۔
- ۱۰۔ ”سفر حرمین شریفین“ صفحات ۴۸۔
- ۱۱۔ ”تسکین القلوب“ ۹۷ صفحات۔ ۲۰۰ آیات حیات۔ ۱۳۰۰ احادیث رسول اللہ ﷺ۔
- ۱۲۔ ۷۰۰ مسائل فقہی پر مشتمل۔ نماز کے فضائل اور مسائل پر شاندار اور لا جواب کتاب۔

"Rules & Benefits of Itikaf"

(an English version of "Fazail-e-Itikaf")

۱۹۶۹ء میں صوفی محمد صادق کیلانی نے، حضور قبلہ عالم حافظ الحدیث مرشد حقانی پیر لاٹانی حضرت جلال الدین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر منگلا کالونی میں امام خطیب کیلئے درخواست کی۔ تو حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے منگلا میں خدمت دین کیلئے مجھ سید کا رکی ڈیوٹی لگا دی۔

فالحمد للہ رب العالمین۔ کہ میں نے منگلا میں رہ کر مذہبی، ملی، تصنیفی، تدریسی اور

تعمیری بہت کام کیا۔ منگلا کی خوبصورت ترین جامع مسجد (محمدیہ نوریہ) تیار ہوگئی۔ اور ساتھ ہی ساتھ ڈبل اسٹوری دارالعلوم (جلالیہ نقشبندیہ) بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیار ہو گیا۔ یوں نہ صرف مقامی طلباء و طالبات بلکہ بیرونی اقامتی طلباء و طالبات کی تعلیم، تدریس اور رہائش کا بھی بہترین انتظام انجام ہو گیا۔

منگلا کالونی میں 1969ء تا جنوری 2001ء ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑا۔ عقیدت مند، فرمانبردار اور خدمت گزار لوگوں نے اپنی اپنی عقیدت مندی، فرمانبرداری اور خدمت گزاری کا بھرپور ثبوت دیا اور جان، مالی، آلی قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دینی دنیاوی بھلائیوں سے مالا مال فرمائے۔

اور ایسے لوگوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ کہ جن کی ہر وقت سوچ یہی رہی کہ کس طرح مسجد اور درس کو نقصان پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

مگر الحمد للہ میں نے مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہمت سے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کیا اور 32 سال کا طویل عرصہ منگلا میں عزت و شان سے گزار دیا۔ اب میرے رب کو یہ منظور ہوا کہ منگلا سے ہزاروں میل دور یہاں دیا پر غیر (برطانیہ) میں دین کی خدمت کر سکوں۔ برصغیر (برطانیہ) میں میرے آنے کا ظاہری سبب جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی کے ناظم اعلیٰ جناب گرامی قدر حاجی محمد مالک صاحب جو منگلا میں ہماری محفل کے بہترین نعت خوان بھی ہیں کے فرزند ارجمند اور ہمارے انتہائی تابعدار، خدمت گزار شاگرد رشید حافظ ظلیل احمد صاحب ہیں۔ جو کہ منگلا میں تو ہر دلعزیز تھے ہی یہاں یو کے میں بھی معروف ترین شخصیت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور انکی عطا کردہ صلاحیتوں سے حافظ ظلیل احمد صاحب نے اپنی بھرپور کوشش کی۔ اور یہاں کے لوگوں میں میرا تعارف کرایا۔ چنانچہ Jamia Mosque Ghausia, 237, Albert Road, Aston, Birmingham, (U.K.). کی مسجد کمیٹی کے تعاون سے 25 جنوری 2001ء کو اس جامع مسجد کے امام، خطیب حیثیت

سے مجھے بلوایا گیا۔ دل کی گھبراہٹوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جامع مسجد کی کمیٹی کے پر خلوص تعاون اور شاگرد رشید حافظ ظلیل احمد صاحب کی اس عظیم خدمت کو قبول فرمائے۔ 25 جنوری 2001ء کی رات اور 26 جنوری کا دن میری برطانوی زندگی کا آغاز تھا۔ اللہ تعالیٰ مجھے یہاں رہ کر باقیہ زندگی میں بھی اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کتاب کا باقی حصہ اسی جامع مسجد غوثیہ میں بیٹھ کر لکھا جا رہا ہے۔ اللہ کریم اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے قبول و منظور فرمائے۔ (آمین بحرمت نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم)

———— (احادیث پاک کا سلسلہ جاری ہے) ————

حدیث ۴

عن جابر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا بَاحَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا أَبُوبَكْرٍ وَ عُمَرُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الثَّمِيَّتِ بِشَيْءٍ.

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں کسی آیت کے پڑھنے کو معین نہیں فرمایا۔

(بحوالہ مصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۵

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُمْ نَهَوْا عُمَرَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الثَّمِيَّةِ.

ترجمہ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمیں صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز جنازہ میں کسی معین چیز کے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۶

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ لِمُضَالَةَ بَنِي عَبِيدَةَ هَلْ يُشْرُ عَلَى النَّمِيتِ شَيْءٌ قَالَ لَا

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے متاعہ بن عبیدہ سے پوچھا کہ کیا میت پر قرآن میں سے کچھ پڑھا جائیگا۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۷

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لَهُ زُجَلٌ "أَقْرَأْ عَلَى الْجَنَازَةِ لِقَابِخَةِ الْكِتَابِ قَالَ لَا تُقْرَأُ"

ترجمہ

حضرت سعید بن ابی بزوہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بزوہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا میں نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھوں؟ فرمایا نہ پڑھو۔

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مذکورہ)

حدیث ۸

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَاةٍ قَالَ سَأَلْتُ سَالِمًا أَفَلَا تُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ لَا تُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مذکورہ)

حدیث ۹

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَلَنَا حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَوْتُ لِنَفْسِ الصَّلَاةِ

عَلَى الْجَنَازَةِ دَعَا، وَلَا قِرَاءَةَ كَبَرٍ مَا كَبَرِ الْإِمَامُ وَاخْتَرُ مِنَ الدُّعَاءِ الْحَبِيبِ وَهَكَذَا رَوَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا لَيْسَ فِيهِمَا قِرَاءَةُ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَتَكْوِيلٌ حَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ قَرَأَ عَلَى سَبِيلِ الثَّنَاءِ لَا عَلَى وَجْهِ قِرَاءِ الْقُرْآنِ وَلَئِنْ هَذَا لَبِيعٌ بِصَلَاةٍ عَلَى الْحَقِيقَةِ أَذْهَابُ دَعَا، وَاسْتِغْفَارُ الْمَيِّتِ الْآخِرَى أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِمَا أَرْكَانُ الصَّلَاةِ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالتَّحِيَّةِ لِمَا بَيْنَا فِيمَا سَبَقَ أَنَّهُ الصَّلَاةُ فِي اللَّفَّةِ الدُّعَاءُ، وَاسْتِغْرَاطُ الطَّهَارَةِ وَاسْتِغْبَالُ الْقَبْلَةِ لَا يَدُلُّ عَلَى أَذْهَابِ صَلَاةٍ حَقِيقَةٍ وَإِنْ فِيهَا قِرَاءَةُ كَسَجْدَةِ التَّلَاوةِ وَلَا تَرْفَعُ إِلَّا يَدِي الْاِثْنِي عَشْرَةِ الْأَوَّلَى إِلَّا إِمَامُ الْقَوْمِ فِيهَا سَوَاءٌ

ترجمہ

ہماری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں نہ تو کوئی دعا مقرر نہیں فرمائی نہ ہی قرأت۔ امام کی تکبیر پر تکبیر کہو اور اچھی دعا اختیار کرو۔ اس طرح حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ان دونوں نے فرمایا۔ لیس فیہا قرأت شئی، من القرآن نماز جنازہ میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں..... اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کو بطور ثناء پڑھا نہ کہ بطور قرأت۔ نیز نماز جنازہ تو حقیقتاً نماز ہے ہی نہیں۔ یہ تو صرف میت کیلئے استغفار اور دعا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نماز جنازہ کے اندر نماز کے ارکان میں سے رُکُوع اور سجود نہیں ہیں؟..... (اس کو نماز محض اس لئے کہتے ہیں کہ) الفت میں "صلوٰۃ" کا معنی ہے "دعا"۔ (جب نماز جنازہ کیلئے) ضہارت اور قبلہ کی طرف منہ کرنے کی شرط حقیقی نماز ہونے پر دلالت ہی نہیں کرتی۔ اور بے شک اس میں قرأت سجدہ تلاوت کی مانند ہے۔ اور اسی طرح اس میں تکبیر اولی کے سوا رفع یدین بھی نہیں کیا جاتا۔ امام اور مقتدی دونوں کا ان مسائل میں ایک ہی حکم ہے۔

خلاصہ کلام

ان تمام روایات سے یہ معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ تلاوت کی نیت سے نماز جنازہ میں پڑھنی منع ہے۔ البتہ دعا کیلئے جائز ہے۔ بہر حال دعا کی نیت سے بھی سورۃ فاتحہ کا نہ پڑھنا ہی بہتر اور ضروری ہے۔ کیونکہ سننے والے کو معلوم نہیں کہ سورۃ فاتحہ تلاوت کی نیت سے پڑھی جا رہی ہے یا کہ دعا کی نیت سے۔ اور پھر یہ کہ جب ان تمام روایات میں صراحۃً مذکور ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے کوئی بھی سورۃ نہ پڑھی جائے۔ تو پھر بھی پتہ نہیں کیوں؟ وہابی غیر مقلد کو سمجھ نہ آئی۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

❧

دوسرا حصہ

وہابیوں دیوبندیوں کی فقہ کے

۱۲ مسائل عجیبہ

مسئلہ نمبر ۱

دہائیہ کے نزدیک پیشاب کرتے وقت اور جماع کرتے وقت ذکر کرنے سے بندہ گنہگار نہیں ہوتا۔ اور پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی جائز ہے۔ عبارت حسب ذیل ہے۔
”پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے، تحریمی نہیں۔ اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیچھے کرنا بھی جائز ہے، خواہ عمارتوں میں ہو یا میدانوں میں۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری۔ صفحہ ۱۲-۱۳۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری۔)

مسئلہ نمبر ۲

”پاک ہے جو ٹھاکل درندے کا۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری۔ صفحہ ۲۳)

اس سے معلوم ہوا دہائیوں کے نزدیک خنزیر کا بھی جو ٹھاکل پاک ہے۔

مسئلہ نمبر ۳

”چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کتے اور خنزیر کا چمڑا بھی رنگنے سے

پاک ہو جاتا ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۴

”منی ہر چند پاک است۔“ یعنی منی ہر لحاظ سے پاک ہے

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

امام مالک اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ٹاپاک ہے۔ مگر دہائیہ کے نزدیک انسان کی منی پاک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر یہ غسل بھی نہیں کرتے ہوں گے اور کپڑے پر لگی رہتی ہوگی۔ اور یہ ہر نماز پڑھتے ہوں گے۔ تو پھر ان کی نماز کیسی دینی....؟ پھر جو لوگ بڑے فخر سے ان کے چھپے جا کر نمازیں پڑھتے ہیں۔ ان کی نمازوں کا کیا حال ہوگا....؟

اور مزید دیکھئے

مسئلہ نمبر ۵

”زیادہ تر صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے علاوہ باقی تمام جانوروں کی منی

پاک ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۶

”اگر قتل اور دُبر کے سوا کسی جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ صفحہ ۶۱ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۷

”اور اس طرح نہیں ٹوٹتا وضو تکبیر پھونکنے سے کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۸

”اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سگی لگوانے سے“

(بحوالہ فقہ محمدیہ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

معلوم ہوا کہ نماز کے اندر دہائیوں کے وضو کا کوئی اعتبار نہیں.... تو جب وضو نہیں تو

نماز کیسی؟

مسئلہ نمبر ۹

دہائیہ کے نزدیک: کتا، خنزیر، شراب، بننے والا خون، یہاں تک کہ مردار بھی سب

پاک ہیں۔

”پس دعوے شخص عین بودن شگ و خنزیر و پلید بودن خردم مسلوح و عیون مردار

نا تمام است“ یعنی کتے اور خنزیر کو شخص عین کہنا اور شراب، بننے والے خون اور عین مردار کا

پلید ہونا صحیح نہیں۔ (بحوالہ عرف الجاوی - صفحہ ۱۰)

مسئلہ نمبر ۱۰

دہائیہ کے نزدیک جو کھانا جائز ہے۔

جو صید است یعنی جو شکار ہے۔ (عرف الجاوی صفحہ ۲۳۵)

مسئلہ نمبر ۱۱

دہائیوں کے نزدیک کتا کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے جب تک اس کا

نک، بو اور مزہ بد لے۔

”سوال: چہ فرمایند علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ افتد چہ حکم است

بنوا۔ الجواب: حکم چاہ مذکور آست کہ اگر آب آں چاہ از آفتاؤن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ

بر حال خود است آں چاہ پاک است۔“

سوال: یعنی کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنویں میں گر

جائے تو اس کے پاک کرنے کے بارے کیا حکم بیان کریں۔

الجواب: کنویں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر کتے کے گرنے سے پانی کنویں کا متغیر نہیں

ہوتا بلکہ اپنی حالت پر ہے تو کنواں پاک ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ نذیریہ ۳۰/۱ مولوی نذیر الحق)

مسئلہ نمبر ۱۲

دہائیوں کے نزدیک سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے

”سجدہ تلاوت بے وضو نیز ثابت است“

یعنی سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے۔

یہ ان سرپھروں کی فقہ کا حال ہے۔ کہ حلال و حرام کی تمیزی فہم ہے۔ عجیب عجیب

سے مسائل گھڑنا ان کی عادت ہے۔

لے چلو مدینے کو چارہ گرد
 مجھ کو طیبہ کی ہوا چاہیے
 نعمتیں دونوں عالم کی دیکر مجھے
 پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہیے
 عرض ہے میرے آقا! تقویٰ
 آپ ملے دو عالم کی دولت ملی
 اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے
 ہاتھ میں دامنِ مصطفیٰ ﷺ آگیا
 اس گنہگار کو اور کیا چاہیے

تیسرا حصہ

وہابیوں دیوبندیوں کے

۱۲ عقائدِ باطلہ

اور

اہل سنت والجماعت کے

۱۲ عقائدِ صحیحہ

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱

دیوبندیوں، وہابیوں کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

”کذب (جھوٹ) داخل تحت ہاری تعالیٰ ہے۔ اگر حق تعالیٰ شائد کلام کا ذب پر قادر نہ ہوگا، تو قدرت انسانی قدرتشورہانی سے زائد ہو جائے گی۔“ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۲۰) ﴿تَوَدُّ بِاللّٰهِ مِنْ ذَا لِكَ﴾۔

صحیح اسلامی عقیدہ

”اللہ تعالیٰ سے جھوٹ محال بالذات ہے۔“

چنانچہ قرآن کریم سورۃ نحل آیت نمبر ۱۱۶ میں ارشاد گرامی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ مَنَاعٌ قَلِيلٌ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں وہ کبھی

فلاح نہیں پائیں گے۔ اس دنیاوی زندگی کام برتنا تھوڑا ہے (بلا آخر) ان

کیلئے دردناک عذاب ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام لگانے والے کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

بلکہ وہ تو جنت کی ہوا بھی نہیں پائیں گے۔۔۔۔۔ ”ہم روتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں، مگر افسوس! کہ اشاعت التوحید کے یہ خود ساختہ ٹھیکیدار اللہ تعالیٰ کے بھی گستاخ ہیں۔“

چنانچہ قرآن کریم سورۃ صف آیت نمبر ۷ میں ارشاد رب العالمین ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ عَلَىٰ

الاسلام

(ترجمہ) اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے؟ جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے

حالانکہ وہ اسلام کا دعویٰ دار ہے۔

دیوبندیوں، وہابیوں کا بھی یہی حال ہے۔ کہ اپنے آپ کو عالم، فاضل، حافظ، قاری، مفتی، شیخ القرآن، پروفیسر اور ڈاکٹر کہلوانے کے باوجود اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں۔۔۔۔۔ تو حید توحید کی رٹ لگانے والے کہہ گئے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم سورۃ النساء آیت نمبر ۸۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
وَمَنْ أَضَلُّ مِنْ اللَّهِ حَدِيثًا۔

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہے۔

اسی طرح قرآن پاک کے سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۲ میں ارشاد گرامی ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِنْ اللَّهِ قِيلًا۔

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی معلوم ہو۔

اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ ممتنع بالذات ہے جبکہ پیغمبر کا جھوٹ ممتنع بالغیر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام چوں سے زیادہ سچا ہے۔ تو اس کا سچا ہونا واجب بالذات ہونا چاہئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے صدق اور رسول کے صدق میں فرق نہ ہوگا۔

جھوٹ بولنے کی تین وجوہات

جھوٹ بولنے کی صرف تین وجوہات ہو سکتی ہیں

۱۔ بے نیسی

۲۔ ناجزی اور

۳۔ خباثت نفس۔۔۔۔۔ چنانچہ

(۱) جھوٹ بولنے کی پہلی وجہ لاعلمی ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

ات کو وہ ہے جس کا محتاج مسیح اور عیسا ہے۔ وہی چیز انہی وقت تک اس سے مخفی نہیں۔

سورۃ اسراء آیت نمبر ۵ میں ارشاد ہوا ہے کہ:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ ۚ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اس سے پوشیدہ نہیں۔

مفسرین نے اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے پہلے بھی پوشیدہ نہیں۔

اور وقت و مکان میں۔

(۲) اور جانی سے بھی پتہ چلتا ہے۔ تاہم قوتوں و قوتوں کا سرچشمہ ہے قادر

مطلق ہے۔

(۳) جماعت و اہل بیت سے چھپا ہوا ہے۔ تاہم قوتوں و قوتوں کا سرچشمہ ہے قادر

مطلق ہے۔ وہ خدا تمام جہاں سے بدتر مہیب ہے۔ یہ مہیب رب تعالیٰ پر محال ہے۔ وہ ہر

شے سے پاک و بالاتر ہے۔ لہذا جماعت سے مخفی پتہ چلتا ہے۔

جس طرح اوسر ہے عیب اللہ تعالیٰ کیلئے ممکن نہیں۔ یہ قسم ہے کہ مہیب جیسے چوری، زنا

غیر واللہ تعالیٰ کیلئے محال بالذات ہیں اسی طرح جھوٹ بھی اللہ تعالیٰ کیلئے محال بالذات ہے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲

”انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ کو اس سے پہلے کوئی علم

نہیں ہوتا کہ کیا کرے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو اس کے کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔“

(مکملہ ہدایت الخیر ان مصنفہ حسین علی صاحب داس حجراں صفحہ ۷۷)

صحیح اسلامی عقیدہ ۲

اللہ تعالیٰ کو کائنات کے ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ کا علم ہے اس سے پہلے بھی پوشیدہ نہیں

ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. (سورۃ نوذ آیت نمبر ۱۲۳)

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے تمام غیب، چھپی ہوئی چیزوں کو

جانتا ہے۔

پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۸ میں ارشاد گرامی ہے۔

وَلَبَّائِكُمْ نَعْلَمُ مَا تُخْفِي وَمَا تُعْلِنُ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

(ترجمہ) اے ہمارے رب بے شک تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ سے

چھپا نہیں۔

یہ کس کا عقیدہ ہے؟ اچھا! انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ آسمان و زمین میں

اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مخفی نہیں۔ مگر وہابیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک انسان کوئی کام نہیں

لیتا۔ اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہوتا۔ لہذا ہاتھ من الہ۔

وَأَن تَجْهَرُوا بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَ وَأَخْفَى (پارہ ۶ سورۃ طہ آیت نمبر ۷)

(ترجمہ) اور اگر تو بات پکا کر کہے، تو بیشک وہ جانتا ہے بھید کو اور اسے بھی جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔

سر اور اٹھنی میں فرق

”سر“ یعنی ”بھید، راز“ سے مراد ایسی بات ہے، جو ایک انسان دوسرے انسان سے چھپاتا ہے۔ اور ”اٹھنی“ یعنی ”اس سے زیادہ پوشیدہ“ سے مراد وہ خاص بات ہے، جس کو انسان کرنے والا تو ہے، مگر ابھی خود بھی نہیں جانتا کہ میں فلاں کام، فلاں وقت میں کرنے والا ہوں یا کہ نہیں۔ مطلب یہ کہ نہ وہ کام ابھی اس کی نیت، ارادہ سے متعلق ہوا اور نہ ہی ابھی اس تک اس کا خیال پہنچا۔

قرآن پاک میں تو یہ ارشاد ہوا ہے کہ انسان نے کسی وقت میں جا کر جو عمل کر دیا ہے، کوئی نیکی کرنی ہے، یا بدی... ابھی وہ بات جو اس کے تصور میں بھی بات نہیں آئی کہ آج سے اتنے عرصہ بعد اس سے کوئی کام ہونے والا ہے... اللہ تعالیٰ کی ذات سے وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ الختمہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ سب کچھ جاننے والا ہے۔ کچھ بھی اس سے چھپا ہوا، اور مخفی نہیں۔

مگر وہابیہ کا عقیدہ یہ کہ جب تک انسان کوئی کام کر نہیں لیتا اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں آتا۔ نَفُوْا فَاِنَّهٗ مِّنْ ذٰلِكَ۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے منکر ہیں مگر یہ تو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے بھی منکر تھے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۳

دو بند یوں کے نزدیک کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لیا جائے، تو ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حوالہ پیش خدمت ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے خواب اور بیداری کا واقعہ بیان کیا۔ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ اٹنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ کلمہ شریف پڑھنے میں تجھ سے غلطی ہوئی۔ میں اس خیال سے کلمہ شریف دوبارہ پڑھتا ہوں۔ دل میں تو یہ ہے کہ صبح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے محمد رسول اللہ کے اشرف علی تھانوی ہے۔ یہ سن کر مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں، جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو یعنی اشرف علی وہ بیعت خالی منع سنت ہے۔ (رسالہ الامراء صفحہ ۱۳۲۶ بقولہ از سیف علی ۳۵)

صحیح اسلامی عقیدہ

کلمہ شریف کے دو جز ہیں۔ توحید کیلئے لا الہ الا اللہ۔ اور رسالت یعنی محمد رسول اللہ۔ پہلی جز میں اسمذات باری تعالیٰ ”اللہ“ کی جگہ کسی اور کا نام لینے سے شرک فی التوحید ہوگا۔ اور نام نہ لے لے والا وارثہ اسلام سے خارج ہوگا۔ دوسری جز میں اسمذات ”محمد“ کی جگہ کسی اور، فقیر، بدوئی، فقیر، فاضل، کا نام لینے سے شرک فی الرسالت ہوگا۔ اور اس طرح ہے وہ بھی کسی طرح مسلمان نہیں رہ سکتا۔

بھانے اس سے کہ اس بد بخت پر کفر و شرک کا فتویٰ لگتا، مگر... چنانچہ وہ حضور قدس سرہ کے مرشد ایف کی جگہ مولوی اشرف علی کا نام لے رہا تھا، اس لئے مسئلہ بال منول نہ دیا۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۴

دیوبندیوں نے جھوٹی نبوت کا فتوہ دیا۔

”اگر آپ خدا کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی فرض کر لیا ہو، تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آوے گا۔“ (بحوالہ تخریج اس)

صحیح اسلامی عقیدہ

ظہور اللہ سے آخری نبی ہیں۔ قیامت تک آپ کی نبوت و رسالت کا جھنڈا لہاتا رہے گا۔ اب کوئی اعلیٰ عقلی فرضی نبی نہیں آ سکتا۔ اب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے۔

رشد و رب العالمین ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

(ترجمہ) محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں، اور نبوت کے خاتم ہیں۔

دوسری آیت کریمہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔ (سورۃ صافات آیت نمبر ۲۸)

اور تمہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کیلئے کافی خوشخبری دینے اور ڈرنا ڈانٹنے کے

برکار دوئے کے لئے ارشاد فرمایا۔

انانی ”ولا نبی بعدی“۔ (بحوالہ ابن ماجہ صفحہ ۳۰)

(ترجمہ) میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حکایت اہم یہ کہ بعض مدعیہ فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ میری اور اوروں کے نبیوں کی مثال اس کس کی ہے۔ اس کی قیامت میں آجی کی گئی۔ وہ اس میں ایک ایک کی گئی۔ چھڑو کی گئی۔ تو نبی کے واسطے اس نے دیوید کا گئے تھے اور آجی قیامت تک یہ گئے۔ ہوا اس ایک۔ (دو جہی نہیں کی تھی)۔ فَكُنْتُ اَنَا سِدْرُثِ مَوْصِعِ الْكَلْبَةِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ بِي الْبَنِيَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الرَّسُولُ۔ تو میں نے اس ایک کی گئی۔ رہی۔ مجھ پر انبیاء ختم ہو چکے اور مجھ پر رسول بھی ختم ہو چکے۔ لہذا اللہ کے واسطے اللہ کے نبی ہیں۔ تو آخری ایک میں نبی ہوں اور آخری نبی میں ہی ہوں۔

سہان اللہ! نبی پیاری مثال دی ہے۔ نبوت تو یہ نورانی محسوس ہے اور مذاہب انبیاء ختم السلام اس کی نورانی اشیں، ذہبہ صوفیہ، اس کی آخری ایک میں اس پر اس کی رحمت کی تحفیل ہوئی۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رسول خداؐ نے آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے زمانہ کی بات میں یا آپؐ کے زمانہ کی بات کے بعد کسی نبی کی کوئی خبر نہیں۔ تعجب ہے مولوی محمد قاسم نانوتوی پر! ان جنہوں نے یہ گویا ”آپؐ نے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جو“۔ تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔ غیبت ہوا کہ وہ نبی، دیوبندی نبی باقی مرزا نبیت ہیں۔ انہوں نے نبوت کی پیدائش تو مسلمانوں کی دینی کے دعوئی نبوت کیا۔

بعض تو یہ کہتے ہیں کہ ”میں نے یہ ہے کہ ظہور اللہ سے آخری نبی ہیں۔ آپؐ کی طرف سے نبی ہیں۔ آپؐ کے زمانہ کی بات میں یا آپؐ کے زمانہ کی بات کے بعد کسی نبی کی کوئی خبر نہیں۔ تعجب ہے مولوی محمد قاسم نانوتوی پر! ان جنہوں نے یہ گویا ”آپؐ نے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جو“۔ تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔ غیبت ہوا کہ وہ نبی، دیوبندی نبی باقی مرزا نبیت ہیں۔ انہوں نے نبوت کی پیدائش تو مسلمانوں کی دینی کے دعوئی نبوت کیا۔

دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵

رحمۃ للعالمین ہونا صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ نہیں۔ چودھویں، پندرہویں صدی کا مولوی بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) حوالہ پیش خدمت ہے۔

الاستغناء کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت ہے یا کہ شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

جواب۔ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کا نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور صالحین بھی موجب رحمت عالم ہیں۔

صحیح اسلامی عقیدہ

جیسے اللہ تعالیٰ تمام جہان، کائنات کے ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ کا رب ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ ہر کسی کیلئے باعظمت رحمت ہیں۔ اس نے اپنے متعلق فرمایا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. (سورۃ فتح آیت نمبر ۱)

(ترجمہ) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا۔

تو اپنے پیارے حبیب ﷺ کیلئے بھی ارشاد فرمایا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ. (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۱۰۷)

(ترجمہ) ہم نے آپ کو نہ بھیجا کہ رحمت سارے جہان والوں کیلئے۔

نبی اللہ کے سوا کسی اور کو رب العالمین کہنا یا ماننا شرک فی التوحید ہے۔ اور ایسا کہنے

والا شرک فی التوحید ہو گا۔ ایسے ہی حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی بجا آئیں اور کو رحمت

للعالمین ماننا یا شرک فی امرسات ہے۔ اور ایسا کہنے والا شرک فی امرسات ہو گا۔

کیونکہ عالمین کیلئے رحمت ہونا یہ خصوصیت اور صفت صرف اور صرف سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہی

ہے۔ اس میں کوئی اور شامل نہیں ہو سکتا۔

دہابیوں کا عقیدہ نمبر ۶

دہابیوں دیوبندیوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رعیت اخوت جوڑا۔ خود چھوٹے بھائی بن بیٹھے، اور حضور ﷺ کو اپنا بڑا بھائی کہا۔

(ذات دی کوڑ کر لی تھیں ان لوں چھپے)

حوالہ پیش خدمت ہے۔

''اولیاء، انبیاء، امام زادہ، پیر و شہید جنے اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں، اور عاجز بندے اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہوئے ہم چھوٹے بھائی۔

(بحوالہ تقویۃ ایمان)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اکرم ﷺ ہمارے روحانی باپ ہیں، بھائی نہیں۔

قرآن کریم کے اندر ارشاد ہوا۔

وَأَزْوَاجُهُ لَهَا تَتَّخِذُهُمْ. (سورۃ الاحزاب)

(ترجمہ) اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں (بہنیں)

نہیں۔

دینی کا اصول ہے کہ ماں کا شوہر باپ ہوتا ہے، بھائی نہیں ہوتا۔ باقانون

ہی، بارشہ قرآنی، نسب حضور انور ﷺ کی بیویاں ہماری مائیں ہیں، تو آپ ﷺ

ہمارے روحانی باپ ہوئے۔ تو پھر جو آپ ﷺ کو بھائی کہے، وہ پلے در پلے کا بیوقوف

اور جھٹی ہے۔ یہ نہ پھر اپنی ماں کو بہن ہے، نہ اپنے باپ کو بھائی کہے۔ تو پھر

نیکو کہہ جاؤ۔ کیا حال کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ
بِمِثْلِ الْوَالِدِ أَعْلَمُكُمْ

(تذکرہ) حضرت ابوبکرؓ نے اپنی زندگی میں جو کام کیے ان میں سے ایک یہ تھا کہ وہ اپنے تمام مال و املاک کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا۔ اس کی وجہ سے ان کی قوم میں ان کی عظمت و شہرت بڑھ گئی۔ ان کی زندگی کا یہ حال تھا کہ ان کے پاس کوئی مال نہ رہا۔ ان کی زندگی کا یہ حال تھا کہ ان کی قوم میں ان کی عظمت و شہرت بڑھ گئی۔ ان کی زندگی کا یہ حال تھا کہ ان کے پاس کوئی مال نہ رہا۔

(1972-1973, 1974-1975, 1976-1977)

[illegible]

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۷

وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ بے اختیار نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

”جس کا نام محمد پاشا ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ (کنز العمال، تقویۃ الایمان صفحہ ۵۷)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور یہاں ہے مصطفیٰ، مختار زمین و آسمان، وارث کون و مکان....، اختیار نبی

ہیں، پابتناب نبی جنت۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارشاد رب العالمین ہے۔

ووجدك عبلاً قاعياً. (پارہ ۳۰ سورۃ النبی)

(ترجمہ) اور اے نبی! آپ کو نادر پایا، مجھ آپ کو غنی کر دیا۔

وہی ہے جس نے

وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ. (سورة التوبة آیت نمبر ۷)

(ترجمہ) اور نہیں بدلے لیا انہوں نے، مگر اس بات کا کہ اللہ اور اس کے رسول

عزیز نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔

اختیارات مصطفیٰ ﷺ پر احادیث

حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا :-

أَوْتَيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ لَهَا يَدِي. (بخاری، مسلم، شریف)

(ترجمہ) میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں الٹی گئیں، تو وہ میرے

ہاتھ میں رکھ لی ہیں۔

یعنی آپ ﷺ کو ان سب کا مالک بنادیا گیا اور مالک بھی ایسا کہ اختیار والا کہ اپنے اختیار سے جس قدر چاہیں تقسیم فرمادیں اور ارشاد فرمایا۔

وَاللّٰهُ مُعْطِيٌّ وَاَنَا فَاسِمْ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

کئی اپنے خزانوں کی تمہیں دینی خدا نے، ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا
بے یار و مددگار کہ جسے کوئی نہ پوچھے، ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میں نے اپنے حبیب ﷺ کو نبی بنادیا..... نبی کون ہوتا ہے؟
وہ کہ جس کے پاس خزانے ہوں اور تقسیم بھی کرے اور حضور مختار کل ﷺ بھی فرما رہے ہیں
کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دیدی گئیں، اور میں تقسیم کرنے والا بھی ہوں۔

منزلِ وہابی، نجدی یہ کہتا ہے آپ ﷺ تو بے اختیار نبی ہیں ان کے پاس تو کچھ بھی
نہیں۔ نہ صرف قرآن پاک کی آیات جنت کا بعد احادیث پاک کا بھی انکار کر کے ایک
نیا عقیدہ وضع کیا۔

ارے! آپ سرکار ﷺ کی حکومت، سلطنت کا جھنڈا تو زمین و آسمان پر لہرا رہا
ہے..... وہابی و چٹھہ نظر آئے تو سمجھے۔

اللہ اللہ شاہِ کونین ﷺ جلالتِ تیری

فُش کیا عرش پہ جاری ہے حکومتِ تیری

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۸

وہابیوں اور دیوبندیوں کے نزدیک کسی ولی اور نبی کی کوئی توقیر نہیں۔
”اور بھینا یہ جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔ وہ اللہ کی شان کے آگے
چھار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔“ (بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶)

صحیح اسلامی عقیدہ

اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمان عزت دار ہیں۔ ارشاد رب العالمین ہے۔
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ
(پارہ ۲۸ سورۃ منافقون آیت نمبر ۸)

(ترجمہ) اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین ہی کیلئے ہے، مگر منافق
لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ نبی، ولی، رسول یہاں تک کہ سب مؤمنین عزت والے
ہیں، لیکن یہ بد بخت دیوبندی اور وہابی باقانون مذکورہ کہ ”ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا.....“، اولیاء
اور انبیاء کو چھار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ کر رسولوں، نبیوں، ولیوں کی عزت و شان کے منکر
ہو کر منافقین کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ منافقین ہی ایسے بد بخت
ہیں جو نبیوں، رسولوں، ولیوں کی عزت کو نہیں جانتے۔

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۹

وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک قبر کے اندر حضور اکرم ﷺ کا جسم پاک مٹی بن گیا ہے اور جس قدر اقدس جگہ کسی ذاتِ معظمہ پر بہتان لگایا گیا اور یہ لکھا گیا ہے کہ "مٹی بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملے والا ہوں" بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۹

صحیح اسلامی عقیدہ

"قبروں کے جسموں کو مٹی نہیں سمجھنا"

شہید کی حیاتِ جاودانی کے متعلق قرآن کریم کے اندر ارشاد ہوا۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ ۚ وَلَٰكِنَّ لَّا تَشْعُرُونَ۔ (پارہ ۲ رکوع ۳ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۵۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں، ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تم نہیں شعور نہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ ۚ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزُقُونَ۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس سے رزق بھی پاتے ہیں

اس آیت میں شہید کی زندگی کے متعلق کسی زمانہ یا کسی جگہ کی اور شہید کے اعمالِ صالحہ، تنوی و پرہیزگاری کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ بلکہ کسی زمانہ میں کسی بھی محاذ پر کسی بھی مقام پر جو کوئی بھی محض اسلام کی سر بلندی اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کیلئے اپنی جان کا نذرانہ دیدے۔ اس نے بظاہر اعمالِ صالحہ نہ بھی بجاائے ہوں۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس کو حیات

جاودانی عطا فرماتا ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید و شہداء کو "ان شہید سے مراد ہے" ان حیاتِ جاودانی جتنی بیش از زندگی کے مالک ہیں۔ یقیناً ہاتھیں "قبروں کے جسموں کو مٹی نہیں سمجھنا" حدیث میں ارشاد ہوا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ
فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹)

(ترجمہ) فرمایا رسول اللہ ﷺ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے انبیاء کی جسامتیں، مٹیوں کو جانے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ رزق بھی دیا جاتا ہے۔

دوسری حدیث شریفہ اس کو بتاتی ہے شریف نے روایت کیا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ ۚ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کا فرمان تو یہ ہو کہ نبی زندہ ہیں اور ان کے جسموں کو مٹی نہیں سمجھنا۔ اس کے باوجود بالحدیث و نبی صاحب کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی مر کر مٹی میں ملے۔ ہے "تو یہ قرآن و حدیث کا انکار اور نبی کی علی الاعیان کتافی اور توہین نہیں تو کیا ہے؟"

انبیاء کو بھی موت آتی ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہے

پھر اس موت کے بعد وہی حیاتِ جاودانی ہے

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۰

روحانی ماں کو بیوی خیال کرنا وہابی کے نصیب میں۔

”آپ ذاکر صاحب کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تو میرا یعنی مولیٰ اشرف علی تھانوی کا ذہن مع اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔ (رسالہ الامارہ ۱۳۱۵ھ سیف علی صفحہ ۳۵) نعوذ باللہ من ذالک۔

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اقدس ﷺ کی بیبیاں مسلمانوں کی روحانی مائیں ہیں۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ یعنی نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

جواچی ماں کو بلکہ اپنی اس روحانی ماں کو کہ جو اللہ کے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اپنی بیوی خیال کرے اس سے بڑھ کر حرامی کون ہوگا؟ سوچو ان لوگوں کے خیالات کتنے گندے ہیں کہ ایک شخص خواب میں اللہ اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے اور پریشان ہو کر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے خواب بیان کرتا ہے تو مولوی اشرف علی صاحب بجائے اس کے کہ اس سے توجہ لیتے کہتے... اس کو کہتے ہیں کہ ”یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جس سے تمہاری نسبت ہے وہ شیعی نسبت ہے“ اور دوسرا شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ ائمہ اربعین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے گھر جا رہی ہیں تو مولوی اشرف صاحب جی بی جی میں خوش ہو کر کہتے ہیں ”کم سن عورت ہاتھ آئے گی“ (نعوذ باللہ من ذالک)

مسلمانوں غور کا مقام ہے۔ جس مذہب کے مقتدایان کے ایسے خیالات باطلہ، فاسدہ ہوں کہ ماں کو بیوی سمجھنے لگیں اور باپ کو بھائی کہیں، ان کے شیعین کے کیا حال ہوگا؟

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۱

وہابیہ نے نزائیت اسی ہوا اوقات اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔ عبارت پیش خدمت ہے۔

”امین! اپنی امت سے اُتر مت نہرتے ہیں۔ تو عہد میں ہی ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل تو اس میں ہوا اوقات اظہار امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“ (تحدیر الامارہ مولوی محمد قاسم نانوتوی صفحہ ۵)

صحیح اسلامی عقیدہ

نبی کی عبادت کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ کل جہاں کی عبادت انیہ طرف نبی کی عبادت انیہ طرف۔ نبی کی عبادت کا درجہ زیادہ ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

بَنِيهَا الْمُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا تَضَفُّهُ أَوْ انْقُصَ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ

ذَكَ عَلَيْهِ وَرَبُّهُ الْقُرْآنُ تَرْبِيًّا۔ (سورۃ المزمل آیت نمبر ۴۴)

(ترجمہ) اے چار اور شے والے محبوب۔ تم کا کچھ حصہ قیام تک ہے۔

آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس پر کچھ زیادہ، اور قرآن پاک خوب

ترتیب سے پڑھتے۔

سید عالمؐ فرمائی آدمی جو در شریف میں لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے کہ اس نے اس میں آپؐ پر کوئی نئی ”بیابا“ لکھی یہ بتا دیا کہ یہ محبوب کی ہر ادا پر مبنی ہے۔ جس حالت میں تشریف فرما ہوں اس حالت کا پورا نقشہ کھینچ کر بنا دیا جاتا ہے۔ اور محبوب کی ادا و قرآن کریم کی آیت بنا دیا جاتا ہے (سبحان اللہ!)۔ اور پھر نبی پاکؐ کو عبادت میں اختیار دیا جاتا ہے کہ محبوب رات کا کچھ حصہ قیام کرو نصف رات

یا اس سے پہلے تم یا اس سے کچھ زیادہ۔

اب کون ہے؟ کہ جس کو عبادت میں اختیار دیا جائے۔ اب ایک رات تو کیا کوئی ساری زندگی بھی عبادت میں کھڑا رہے، تو یہ فرمان نازل نہیں ہوگا کہ تو آدھی رات کھڑا ہو یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔ تو معلوم ہوا کہ نبی کی چند لمحوں کی عبادت ایک طرف اور دنیا بھر کے عبادت گزاروں، عجد و گزاروں کی عبادت و ریاضت ایک طرف۔ سارے جہاں کے عابدین، ساجدین کی تمام نمازیں مل کر بھی میرے نبی ﷺ کے ایک عجد کے برابر بھی نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ کی نمازوں کی مقبولیت یقینی ہے۔ جبکہ ہماری نمازوں کی مقبولیت کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۲

دیوبندیوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا علم تو معاذ اللہ کتے، بٹے، خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ لغو ذہانت من ذالک۔ حفظ الایمان کی عبارت پیش خدمت ہے۔
 ”آپ کی ذات متہ سے پر علم غیب کا حکم لگا دیا جائے اگر قبول فرمائیے ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے بعض غیب مراد ہے یا عل غیب۔ اگر غیب مراد ہو تو یہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید، عمرو، ہسی، مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہرہ علیہ حاصل ہے۔ (بحوالہ حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷۱)

صحیح اسلامی عقیدہ

اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا کے تمام علوم غیب کیلئے اپنے پیارے رسول مقبول ﷺ کو

چن لیا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يُّشَاءُ. (پارہ ۵ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۷۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے، لیکن

اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتا ہے علم غیب کیلئے چن لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے۔ آیت کے اس حصے میں زید، عمرو، ہسی، مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہائم وغیرہ کی نفی آگئی اور ”لیکن اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے علم غیب کیلئے چن لیتا ہے“ اس فرمان عايشان میں حضور اقدس ﷺ کو علم غیب کیلئے اللہ تعالیٰ کے چناؤ میں آگئے۔ اس لئے سرکارِ دو عالم ﷺ کا

صفاقی نام شریف ہوا "مصحفی" لفظ "مصحفی" جو کہ آیت مذکورہ میں ہے، مضارع کا صیغہ ہے۔ جس کا معنی ہے "چن لیتا ہے" اور اسی سے اسم مفعول کا صیغہ "مصحفی" ہے۔ جس کا معنی ہے "چن یا گیا"..... یہ علم غیب کیلئے حضور ﷺ کی تخصیص نہیں تو اور کیا ہے؟

اور ارشاد ہوا۔

بَلِّغْكَ مِنَ الْبَيِّنَاتِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ. (پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت نمبر ۵۰)

(ترجمہ) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے نبی! یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، فیہی خبریں ہیں۔ جبکہ مصنف حفظ الایمان نے لکھتا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی و مجنون اور کتے، بے، خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان اور صبی و مجنون پر بھی نازل ہیں، تو ہمارے خیال میں مصنف مذکور کیلئے جو قرآن شریف نبی کریم ﷺ پر اترا ہے کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ کسی لڑکے یا مجنون یا حیوان کتے بے پر نازل شدہ قرآن پر ایمان سے آتے۔ اور آؤ آؤ کرتے پھرتے۔ ہائے افسوس! امت مصطفیٰ ﷺ پر یہ بھی وقت آتا تھا۔ کہ نبی زمانہ کسی رئیس، کسی امیر، کسی چوہدری، کسی راجہ، کسی ملک، کسی وزیر بلکہ پولیس کے کسی معمولی سپاہی کی توہین اتنی آسان نہیں جتنی کہ حضور نبی پاک ﷺ کی۔ بس جس کا دل چاہتا ہے امت مصطفیٰ ﷺ کو افتراق و انتشار میں ڈالنے کیلئے حضور اقدس ﷺ کی تحریری، تقریری توہین کر لے۔ کوئی پوچھنے بلانے والا ہے ہی نہیں۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے، خصوصاً آجکل بدعتیہ علماء سے.....

الحمد لله رب العالمین! کتاب کا یہ حصہ (جس میں وہابیہ کے عقائد باطلہ اور

پھر اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ مختصر ترین دلائل کے ساتھ بیان کیے گئے) بھی اپنے اختتام کو پہنچا۔ میں نے پوری کوشش کی کہ انتہائی اختصار کے ساتھ ان اہم ترین "۱۲ مسائل و ۱۲ عقائد" کو ضبط تحریر میں لاسکوں۔ یہ محض اہل سنت والجماعت کو ان بے دینوں کے دام فریب سے بچانے کی مخلصانہ کاوش تھی۔ اگر دوران مطالعہ کوئی صاحب تحریر میں کوئی سقم، کوئی کمی و بیشی محسوس کریں تو ازراہ عنایت مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی درنگلی کی جاسکے۔

اختتامی دعا

اے میرے پیارے مولا! صدقہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کا اس تحریر کو قبول و منظور فرما اور امت مصطفیٰ ﷺ کو اپنے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کی عقائد باطلہ سے بچنے کی عقائد صحیحہ اپنانے کی اور اعمال صالحہ بجالانے کی توفیق عطا فرما۔

یہ تحریر مرکزی جامع مسجد محمدیہ خوریہ منگلا کالونی ضلع جہلم پاکستان میں شروع کی گئی تھی اور آج جامع مسجد غوثیہ آسٹن برٹکھم برطانیہ میں 23 مئی 2001ء وقت صبح ساڑھے اس بجے ختم ہوئی۔

الراہی ان رمت ربہ منن

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد غوثیہ '۲۳۷' ایت روڈ

آسٹن 'برٹکھم' برطانیہ

دیکھ گھرانے کے چشم و چراغ اور درویشی سے صفت انسانہ اول
 • فضائل میلاد مصطفیٰ • فضائل علم دین سے • قانونیچہ جلالیہ • فضائل جلوتہ و لام
 مرآت العوالم کے مصنف دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ کے مہتمم اور
 ممتاز عالم دین ہے

حضرت علامہ حافظ محمد زمان نقشبند کا تعارف

ذی قوت بہ چو ہدی ولد ار محمد شیراز گورالہ قائمہ نوائے وقت۔ جنگ منگلا ڈیم۔
 ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا حافظ محمد زمان نقشبندی منڈی بہاؤ الدین کے
 رہنے والے ہیں۔ تحصیل پھالیہ کے قریب ایک قصہ ”پھرے“ میں ۱۳۵۷ھ میں
 پیدائش ہوئی۔ قبلہ موصوف حافظ صاحب کے والد محترم حضرت میاں محمد عظیم صاحب
 (مرحوم) نہایت ہی فاضل اور اپنے کردار کی وجہ سے اپنی بہادری اور عوام میرے
 مقبول تھے (قبلہ حافظ صاحب) دارالعلوم محمدیہ رضویہ بھکھی شریف سے فارغ
 التحصیل ہیں۔ اور شیخ القرآن والحديث حضرت سید محمد جلال الدین شاہ
 نور اللہ مقدسہ آستانہ عالیہ بھکھی شریف کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔
 شیخ الحدیث حافظ صاحب موصوف پر خاص شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جناب قبلہ
 حافظ صاحب گورالہ اور لاہور میں امامت، خطابت، درس و تدریس کے فرائض
 سرانجام دے چکے ہیں۔ اور اب عرصہ ۱۴ سال سے منگلا کالونی کی جامع مسجد محمدیہ نوریہ
 (جو کہ مرکزی حیثیت رکھتی ہے) جس میں خطابت امامت کے فرائض بخوبی سرانجام

دے رہے۔ حضرت قبلہ حافظ صاحب منگلا کی منگلا میں شریف آدمی سے قبل منگلا
 مدرسہ قدوسیہ سے محروم تھا۔

قبلہ حافظ صاحب ۱۳۶۹ھ میں حضور قبلہ عالم حافظ الحدیث سید محمد جلال الدین شاہ
 صاحب بھکھی شریف کے فرمان عالی شان پر منگلا تشریف لائے اور عرصہ تین سال بعد
 ۱۳۷۱ھ میں جامع مسجد محمدیہ نوریہ کے نام سے ایک خوبصورت مسجد کی بنیاد رکھی۔
 اور دوست احباب کے تعاون سے اس کو تعمیر کیا۔ اس مسجد کی زیارت کرنے سے
 دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

قبلہ حافظ صاحب نے جامع مسجد محمدیہ نوریہ کے متصل دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ
 کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں کافی تعداد میں طلباء، طالبات، نازقہ قرآن
 پاک، حفظ القرآن، تفسیر القرآن، کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ قبلہ حافظ صاحب نے
 چند سالوں سے درس نظامی کی کلاسیں شروع کی ہوئی ہیں۔ جن میں ہر ہفت روزہ طلباء
 و طالبات نمایاں پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا حافظ محمد زمان نقشبندی نے مرکزی انجمن مجاہدین مصطفیٰ کی بنیاد رکھی جس
 کے زیر اہتمام ۱۲ ربیع الاول کو منگلا کالونی میں ایک عظیم الشان جلوس نکالا جاتا ہے
 اور انجمن کے تحت جشن حید میلاد النبی کے موقع پر بہترین سجاوٹ کرنے والوں
 کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔ اور انجمن کے زیر اہتمام ۱۳ ربیع الاول بعد از نماز
 عشاء دستار فضیلت بسلسلہ میلاد پاک عظیم الشان جلسہ ہوتا ہے۔

دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ میں مقامی طلباء و طالبات کثیر تعداد میں تعلیم حاصل کر رہے
 ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ بیرونی طلباء بھی دارالعلوم میں تعلیم حاصل کر رہے

ہیں۔ جن کے اغراضات قبلہ حافظ صاحب اور معاونین حضرات برداشت کر رہے ہیں۔ قبلہ حافظ صاحب نہایت ہی منشور انسان ہیں۔ اور ان کی میٹھی گفتگو کی وجہ سے جی چاہتا ہے کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی باتیں سنتے ہی رہیں۔

قبلہ حافظ صاحب اپنے بہترین اخلاق اور منشور رویہ کے تحت یہاں کے عوام و خواص میں خاصے مقبول ہیں۔ شب و روز دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ جو ہمیں گفتگو میں دو تہائی سے زائد وقت صبح میں گزارتے ہیں۔ یہ مشاہدے کی بات ہے کہ ہم جس وقت گئے دن رات صبح و شام سویرا میرے حافظ صاحب کو مسجد ہی میں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عشق رسولؐ کی دولت سے بھی نوازا ہے۔ ہمارے مہمان نواز اور غریب پرور انسان ہیں۔ تعلیمات قرآنیہ عظمت مصطفیٰ ﷺ اور شان صحابہ کے پرچار ہیں۔

ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ایک سلیحے ہونے مصنف بھی ہیں۔ حافظ صاحب مصروف بفضائل تقاضے سات کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ فضائل صلوٰۃ و سلام

جو عصر حاضر میں درود شریف کے مقدس موضوع پر نہایت محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ ایک ایسی جامع کتاب ہے۔ جس کا ہر جملہ دشین اور ہر سطر دلگذاہ ہے۔ روح کی غذا ایمان کی ضیاء ہے۔ فضیلت درود شریف اور لطافت نبی کریم ﷺ کے ذکر جمیل سے سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔

حافظ صاحب موصوف کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ داناہت محبت

اور ان کے سینے میں دین کی تڑپ کا واضح ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے اس کتاب (فضائل صلوٰۃ و سلام) کے تقریباً ۲۰ نسخے مشائخ عظام، علمائے کرام، علماء اور عوام و خواص میں مفت تقسیم کر دیے۔ مشائخ عظام اور علمائے کرام نے اس کتاب کو پسند کیا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا ہے۔

۲۔ فضائل علم دین

اس کتاب میں چالیس ان احادیث کی شاندار تشریح کی گئی ہے۔ کہ جن میں فضیلت علم دین، فضیلت طالب علم اور فضیلت عالم دین بیان کی گئی ہے۔ یہ سلیس اردو زبان میں ہے۔ عام فہم کتاب ہے۔ ایک ایک جملہ دل میں اتر جانے والا ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ حافظ صاحب کو دین سے کتنا لگاؤ ہے۔ اور دین کی ترغیب کا کتنا احساس ہے۔ اس کتاب کا پورا نام اربعین فی فضائل علم دین ہے۔ اور اس کتاب کو علمی حلقوں میں خاص مقبولیت حاصل ہے۔

فضائل میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء

حافظ صاحب قبلہ نے ۱۹۹۱ء رجب الاول شریف میں میلاد مصطفیٰ کے عنوان پر کتاب النعمۃ الکبریٰ علی العالم کی فصل فی بیان فصل مولانا نبی سے چودہ اقوال صحابہ و بزرگان دین کا ترجمہ مع عربی بعنوان فضائل میلاد مصطفیٰ ﷺ و سلم میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے... اک ہزار کی تعداد میں عوام و خواص میں مفت تقسیم کر دی۔

بخصوص اقدس شیخ القرآن حضرت مولانا حافظ محمد زمان نقشبندی
اذیہ قاضی محمد اکبر منگل سہلٹ

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

میں تان میں سب کچھ واردیاں تیس جت گئے میں ہار گیاں
سب سنگ تھلہریاں لنگ پار گیاں میرا توں میں مان تران جی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

پیراں مبارک کالا رکھ کر کے نقل سولی بچی لنگ سرے سے جو کرگی باڈل
جنہاں سبق عشق دا پڑھیا نہیں درد غافل یاد کیا اے سب کچھ لیتا اللہ اقران جی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

مہر دم مسجد اندر رہنا کرنا ذکر ربانی عاشق مدنی ہجی د امرشد داد لہجانی
قول اپنے دام حکم یار دے کوئی مرد پجانی علم اندوی دوست یو جیوں عرقا دامید جی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

شام سویرے مسجد اندر رہنا گل پھل لاؤندا نفی اثبات گویاں دیکھے بغیا خوب سجاؤندا
دنگ برنگے بوٹے لاکھ من اپنا پرچاؤندا اک عالم سے اک حافظ بنیا کیسے کیت حفظ قرآن جی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

منزلتے چڑھتے فریسا کاؤڈی چھٹری سرپاسے خوشبو کی ہے تیرے عطر چنبیلی
میں انار سے کوہیا یاروہ کوئی سنگی مٹی مارو کا نگ پڑھی سرپاسے کوئی چا پچھان جی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

دولہ بہشت نگر دامیندہا مرشد چند بڑا پیر حلال الدین سوہنا جانے سمیت اندر
اللہ دی میں بیکے مارے ہاگ لڑوا لا اللہ دی پھر بھاری آیا لا اللہ تہ جانی

حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

حافظ صاحب بخش بے ادبی اکبر کلا حویلا کی جاناں کی سویا میں تھیں ایسا کم اول
جدھر جاواں دھکے کھاواں تو رہا اللہ کرم کرو میرے سوہنے مرشد قدرے جی جی
حافظ محمد زمان جی بڑے مہربان جی

۴۔ قانونچہ جلالیہ

قبلہ حافظ صاحب کی محنت اور قابلیت کا اس کتاب سے آپ اندازہ لگا سکتے
ہیں۔ لٹ پر قلم اٹھانی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

قارئین کرام! میں نے قبلہ حافظ محمد زمان نقشبندی صاحب کو غلوت میں جلوت
میں دیکھا ہے۔ اور میں نے صاحب کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں بہت
اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ حافظ صاحب نہایت سفید پوش آدمی ہیں۔ چھ کتب
کا تصنیف اور طباعت کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آ جاتا۔ یہ اس سعادت
بزرگ ہاؤنٹ کے مطابق سمجھتا ہوں۔ کہ حافظ صاحب کا اس میں اپنا کمال
نہیں۔ بلکہ خدمت نے ان کو دین کی خدمت کے لئے چن لیا ہے۔

۵۔ فضائل و مسائل اعتکاف

اس کتاب میں حافظ صاحب قبلہ نے اعتکاف کی فضیلت اور اعتکاف شریف
کے مسائل بڑے اچھے اور عام فہم انداز میں بیان فرمائے۔ اور حافظ صاحب کی
طرت سے یہ کتاب پاکستان اور آزاد کشمیر میں ہر سال میں مفت تقسیم کی جاتی ہے۔

۶۔ فضائل میلاد مصطفیٰ (کامل) علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ مآشا اللہ حافظ صاحب قبلہ کی چھٹی کتاب ہے۔ مضمون کے اعتبار سے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ اس کتاب میں ۲۰ باب ہیں۔ روح کی غذا ایمان کی ضیاء ہمسرہ غالب علم کے لئے تمذیل رحمت۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ۶ صفحات عربی شریفین میں بیٹھ کر حافظ صاحب نے تحریر فرمائے۔ ۲۰ صفحات مسجد حرام مکہ شریف میں۔ اور ۴۴ صفحات مسجد نبوی میرے مدیکہ شریف میں۔ یہ کتاب خود پڑھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

حضرات بقدرت نے حافظ صاحب کو جہاں اور غریبوں سے نوازا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی غریب ان میں ہے۔ کہ تراویح اور شبینوں میں منزل خوبصورت انداز میں پڑھتے ہیں اور منزل کی روایتی کالیہ عالم ہوتا ہے۔ جیسے دریا کا پانی بڑی مستی سے رواں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہ رمضان شریف میں آپ کی اقتداء میں کثیر تعداد میں لوگ تراویح ادا کرتے ہیں۔

قبلہ حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ قبلہ حافظ صاحب اپنے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے والوں پر بڑی شفقت فرماتے ہیں۔ اور ہر ایک پر مہربان ہیں۔ یہ تاثرات صرف میرے ہی نہیں۔ ہر ایک کے ہیں۔ لیکن اتنی شفقت کے باوجود دین کے خلاف شریعت کے خلاف کوئی غلطی ہو جائے تو گرفت بھی فرمایا کرتے ہیں۔

قبلہ حافظ صاحب کے بڑے بھائی حضرت گرامی ندر استاد الحافظ مولانا

حافظ محمد اعظم نقشبندی صاحب (مرحوم) بھی جید عالم دین تھے۔ اور جامع مسجد جمال مصطفیٰ ٹریلوے سیشن منڈی بہاؤ الدین کے خطیب تھے زندگی کا بیشتر حصہ خدمت دین میں گزار دیا۔

نذرانہ عقیدت

بخدمت اقدس استاد محترم جناب حافظ محمد زان صاحب

(چند ہری محمد اکرم و پانچ موضع سارو کی بھارت)

داخلہ لیا ہے ہم نے ترجمۃ القرآن میں
ان کے فیض سے غالی کوئی گوشہ نہیں
اپنا فرض اس خوبی سے نبھایا ہے
مشعل محمدی نے ہزاروں دل روشن کر دیے
سیکڑوں کو ناظرہ قرآن پڑھایا ہے
درس نظامی بھی خوب پڑھایا ہے
تہجد کے لئے اچھے نمونے معمول ان کا
اکرم تجھے بھی منزل نصیب ہو جائے گی
روزِ محشر جب محمد عربی کی دید ہو جائے گی

سلسلہ قادریہ سے خلافت و دستار خلافت

جون ۱۹۹۲ء میں حضرت قبلہ حافظ صاحب کی تصنیف کردہ کتاب فضائل میلاد مصطفیٰ علیہ السلام کی رونمائی کے لئے عظیم الشان محفل میلاد النبی ﷺ منعقد ہوا جس میں حضور قبلہ مناظر اسلام شان اسلام منبع فیوض و برکات

غزالی دوران حاضری و دروس دال خطیب پاکستان حضرت علامہ حافظ قاری پیر سید صاحبزادہ محمد عرفان شاہ صاحب خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ قادریہ بغداد شریعت نے حضرت قبلہ حافظ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دینی مجلس تدریسی تصنیفی خدمات جلیلہ رفیعہ کی اپنے مخصوص انداز فکر اور اپنے مخصوص الفاظ سے بڑی خوبصورت تعریف عرمانی اور سلسلہ قادریہ سے **خلافت عطا فرماؤ** اور اپنے نورانی ہاتھوں سے **دستار خلافت** بھی سر پر باندھی اور **محقق المسنت** کا لقب بھی عطا فرمائی۔

تنظیم المدارس (الہسنت) پاکستان کیلئے خدمات

محقق المسنت حضرت مولانا پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری صاحب ۱۹۹۲ء سے لے کر ہر سالانہ و ششماہی امتحان میں مختلف امتحانی سنٹروں میں ناظم امتحان (سینئر سپرنٹنڈنٹ) کے عہدہ پر فائز ہو کر طلبہ کے ملک گیر ادارہ تنظیم المدارس (الہسنت) پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں۔

جامعہ احسن القرآن سنٹر دینہ میں سالانہ امتحان کے لئے ۱۹۹۲ء میں ناظم امتحان (سینئر سپرنٹنڈنٹ) کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان تقویمتہال میں ۱۹۹۳ء سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان مسجد نزد ڈاکٹر فضل داد ۱۹۹۳ء صنفی امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان بوٹر کالونی میں ۱۹۹۴ء کے سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان بوٹر کالونی ۱۹۹۴ء صنفی امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

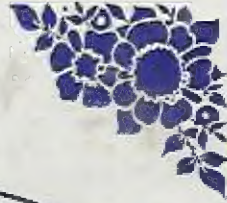
جامعہ اویسیہ بغداد پیر پور سنٹر امتحان مرکزی جامع مسجد مفتی عبدالحکیم میر پور میں جنوری ۱۹۹۵ء سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

محقق المسنت پیر حضرت قبلہ حافظ صاحب نے تنظیم المدارس کی ہدایت و اصول و ضوابط کے مطابق ہر سال بلکہ ہر بار امتحان لے کر تنظیم المدارس کے وقار کو بلند کیا۔ اگر کوئی امیدوار نقل لگاتا ہوا پکڑا جائے تو اس کی مضبوط گرفت کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسے امیدوار کی معافی کے متعلق درخواست کرے تو قبلہ حافظ صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ میں تنظیم المدارس کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا۔ حضرت پیر قبلہ حافظ صاحب ارشاد فرماتے ہیں انہوں نے ہر امتحان میں نقول کا بازار گرم ہوتا ہے۔ اور طلبہ امتحان کے دوران ایسی ایسی شرمناک حرکتیں کئے ہیں۔ جو قابل بیان ہیں۔

۱۹۹۳ء سے لیکر نماز فجر میں ایک سال کے قلیل عرصہ میں قرآن پاک ختم

حضرت قبلہ پیر حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور غریبوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نماز فجر میں ایک سال کے قلیل عرصہ میں قرآن پاک ختم فرماتے ہیں جو کہ یکم ماہ رمضان کی نماز فجر کو شروع ہوتا ہے۔ انیس شعبان المعظم کو نماز عشا میں ختم ہوتا ہے۔ پاکستان میں شاید ایسی کوئی مثال ملے۔ اور مرکزی جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی کے نمازیوں کی خصوصیت اور خوش نصیبی ہے۔

مرآت العوالم لکھ کر حضرت پیر قبلہ حافظ صاحب نے طلباء اور طالبات
 پر احسان عظیم فرمایا ہے اور رہتی دنیا تک حضرت پیر قبلہ حافظ صاحب کا ناکاروشن
 رہے گا۔ اتنے محدود مسائل میں ۵۵۸ صفحات پر مشتمل کتاب کی طباعت قسبہ
 حافظ صاحب کا بڑا کارنامہ ہے۔



أربعین

فی

فضائل علم دین

مؤلف

مؤلف محمد زمان نقشبندی

متمم العلوم بمکاتبة نقشبندیہ (برطوط حقیقہ جامعہ مجتبیٰ لونیہ کلاں)

شعبہ نشر و اشاعت

دارالعلوم حمدا للہ نقشبندیہ (برطوط منگل کلاونی)